Regd No P/GDP-3
Phone No 35
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
ہفت روزہ
بدر
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان
شبیہ مُبارک
سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعتِ احمدیہ جنہوں نے ۱۰رجون ۱۹۸۸ء کو دُنیا بھر کے مکذّبینِ احمدیت کو عالمگیر جماعتِ احمدیہ کی نمائندگی میں مُباھلہ کا چیلنج دیا جس کے عظیم الشّان نتائج دُنیا بھر میں ظاہر ہو رہے ہیں۔
ادارۂ تحریر
ایڈیٹر:۔ عبدالحق فضل
نائب:۔ قریشی محمد فضل اللہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ مغربی افریقہ (جنوری فروری ۱۹۸۸ء) کے
روح پرور مناظر

حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ
گھانا کے پریذیڈنٹ سے ملاقات
فرماتے ہوئے

سیرالیون کے صدر مسٹر ایچ۔ای جوزف
سیدرو کے ساتھ

لائبیریا کے صدر سے ملاقات
کے بعد مصافحہ فرماتے ہوئے

ہفت روزہ بدر قادیان

جلسہ سالانہ نمبر

بابت
۵/۱۲ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ
(مطابق)
۱۵/۲۲ رفتح ۱۳۶۷ ہش
۱۵/۲۲ ردسمبر ۱۹۸۸ء

جلد ۳۷ | شمارہ ۵۰/۵۱

شرح چندہ

سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۵ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۰۰ روپے

اداریہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ایک افترائے عظیم

چیلنج مباہلہ اور مسئلۂ ختم نبوت

مکفّرین و مکذّبین احمدیت ایک سو سال سے جماعت احمدیہ پر افترائے عظیم کرتے ہوئے سب سے بڑا اتہام انکار ختم نبوت کا لگا رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کو جو کھلا مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اس میں بھی اسی پہلو کو بالخصوص ملحوظ رکھا گیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"بانئ سلسلہ احمدیہ کی عمومی تکذیب کے علاوہ ان کی مقدس ذات سے دنیا کو بالخصوص مسلمانوں کو متنفر کرنے کے لئے حسب ذیل مکروہ الزامات بھی لگائے جا رہے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے ختم نبوت سے صریح انکار کیا۔ قرآن مجید کی لفظی و معنوی تحریف کی۔ ..... مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کیا ..... میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ عالمگیر اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب الزامات کلیۃً سراسر جھوٹے اور افتراء ہیں۔ اور ان میں ایک بھی سچا نہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین" (مباہلہ کا کھلا چیلنج)

جب ہم حقیقت کے آئینہ میں اس دعویٰ کو دیکھتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے پورے لٹریچر کا ورق ورق چھان کر رکھ دیتے ہیں تو کسی ایک جگہ بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کے انکار کا کہیں بھی ثبوت تک دکھائی نہیں دیتا۔ اور اس کے مقابل پر ہزاروں اور لاکھوں مقامات پر ہم دکھا سکتے ہیں کہ بڑے ہی والہانہ اور وجد آفرین انداز میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کیا ہے۔ مقولہ مشہور ہے کہ تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہٗ باطل (کہ کسی قائل کے قول کی تفسیر اس کی منشا کے خلاف کرنا باطل ہوتا ہے) لہٰذا مکذبین علماء کا جماعت احمدیہ کو منکر ختم نبوت قرار دینا ایک ایسا افترائے عظیم ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

ایسے خیالات ہم پر لگانے والے سراسر دروغگو ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ "امتی نبی" ہونے کا ہے جو قطعاً ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اس کے مقابل پر مکذبین علماء کا عقیدہ اسرائیلی مستقل نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے سراسر منافی ہے۔ ان تمام باتوں کی وضاحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا:-

(۱) "میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (تقریر واجب الاعلان ص مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

(۲) "یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں کہ مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء اور متابعت سے باہر ہوتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔" (مکتوب نوشتہ ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء)

(۳) "میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۳ر فتح (دسمبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران لندن سے موصول ہونے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پر نور بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں اور دیگر مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے دلی و جانی سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور جملہ دیگر افراد خاندان بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بدر کمیٹی قادیان

نہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے۔ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے بیان کی صحت پر اسی قدر قسمیں کھاتا ہوں جسقدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جسقدر قرآن کریم کے پاک حروف ہیں۔ اور جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں، کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے یہ خود اسکی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔"

(کرامات الصادقین ص۲۵ ۱۸۹۳ء)

۴۔ ہمارا اعتقاد جو ہم دنیاوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ بفضل توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے۔ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ اکمال دین ہو چکا ہے اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی ہے جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول ص۱۳۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

۵۔ "ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول تمام رسولوں سے بہتر اور سب رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔ اور افضل ہیں ہر ایسے انسان سے جو آئندہ آئے یا گذر چکا ہو۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۲۷ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

۶۔ "مبارک نبی حضرت خاتم النبیین امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء سے دنیا سے، تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔"

(اتمام الحجۃ ص۲۸ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

۷۔ "تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود و سلام اس کے نبیوں کے سردار پر جو اس کے دوستوں میں سے برگزیدہ اور اس کی مخلوقات اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم الانبیاء اور فخر الاولیاء ہے۔ ہمارا سید ہمارا امام ہمارا نبی محمد مصطفیٰ ہے جو زمین کے باشندوں کے دل روشن کرنے کے لئے خدا کا آفتاب ہے۔"

(نور الحق ص۱ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

۸۔ "مجھ کو اللہ کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ایمان رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور تمام رسولوں اور تمام فرشتوں اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر اور میں ایمان رکھتا ہوں اس پر کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔"

(حمامۃ البشریٰ ص۸ ۱۸۹۴ء)

۹۔ "مجھ پر اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین و معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ لوگ نہیں مانتے ہیں۔" (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء)

۱۰۔ "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ ص۲۶ مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

۱۱۔ "اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

۱۲۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہو گا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہو گا۔" (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ص۶ ۱۹۰۲ء)

۱۳۔ "قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ دین میں آئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۹۱ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

۱۴۔ حضرت عیسیٰؑ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع اگن کو دامنگیر ہے۔ وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے وہ مسلمان ہوں گے۔ کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔"

(مکتوب نوشتہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء مطبوعہ اخبار لاہور ۲۹ مئی ۱۹۰۸ء)

ان تمام اقتباسات سے ثابت ہے کہ مکذبین علماء کا جماعت احمدیہ کو ختم نبوت کا منکر قرار دینا ایک افتراء عظیم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جبتک یہ علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ایک مستقل اسرائیلی نبی کی آمد کے قائل ہیں۔ وہ نبی جو کہ انجیل نازل ہوئی وہ نبی جن کا کلمہ بھی یہ لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ پڑھتے ہیں جبتک یہ ایسے نبی کی آمد کے قائل ہیں اس وقت تک یہ خود ختم نبوت کے منکر قرار پاتے ہیں۔ (باقی ص۳۳ پر)

نشانِ یومُ الفُرقان ۱۹۸۸ء

ہماری غزلوں ہمارے شعروں سے تم کو دلگی ملیگی — کہاں کہاں کا درد ہے ہمارا کہاں کہاں تشنگی ملیگی

عجب ہے آسمان رونق نظارہ — نگہ گردوں کی حیرت کو مٹایا
زمین جسکے بار سے گھبرا رہی تھی — فلک نے خوب تماشہ کو اٹھایا
ستم کی انتہا جب ہو چکی تو — ستم کا پردہ بدلہ چکایا
نشاں تک بھی نہ چھوڑا اس کا باقی — غبار راہ کی مانند اڑایا
اٹھ گئے کل جو طوفاں اب کہاں ہیں — کہاں ہیں اب کہاں میرے خدایا
ادا کیسے کریں ہم شکر تیرا — کہاں وہ مٹ گیا جو تو نے مٹایا
غلام احمد کی جیت فتح مبین ہے — زمیں نے آسماں سے کہلوایا
کہاں ہے نسبت نازیب کو آسماں سے — فلک پہ تھوکنے والا منہ پر آیا
یہ دولت ہے ہمیں کوکب تاکہ دیکھے — زمانے بھر کو جو تو نے دکھایا
ہماری بے بسی کی لاج رکھ لی — ترا احسان ہے رتبہ ابرایا
کہا کس نے خدا ملتا نہیں ہے — خدا دیکھو تو خود ہی والہی یا
بدل ڈالا زمیں و آسماں کو — طلوع شمس مغرب میں دکھایا
مبارک ہو مبارک ابن فارس — ثریا سے نشاں حق دکھایا
نشاں ہے ٹھہرا جواب خود یہ فتنہ آئے — نشاں پہلے سے بڑھ کر ہم نے پایا
کہاں ساحر گئے اور سانپ ان کے — عصا موسیٰ کا آخر کام آیا
تعاقب میرے موسیٰ کا نہ کرنا — خدا نے ہر زمانے میں بتایا
پلٹ آؤ گے ایمان میں سے سوسی — اشارہ والپسی کا ہم نے پایا

بڑھاؤ جام ساقی آ رہا ہے
فقیروں کا نصیبہ جگمگا یا

(محتاج دعا۔ خلیل الرحمٰن رشوی۔ ربوہ)

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے

میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی

اور یقین کے جواہرات ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پر ہو جائیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔ میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟

سچا خدا

اور اس کا حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ انکی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات انکو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہو اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوشِ محبت سے نوعِ انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں ... اور مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دینِ اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا۔ اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا۔ اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض میرے ان ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ)

میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے

جس طرح خدا نے پہلے ماموروں اور مکذبوں میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا

خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو!!

"میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں، مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے مگر مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے؟ ...... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعائیں نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں۔ اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حی و قیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے ماموروں اور مکذبوں میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا۔ اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے ماموروں کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔
خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کو قائم ہوئے آج چون ۵۴ سال گزر چکے ہیں دفتر اوّل کے مجاہدین کا نام ہمیشہ زندہ رکھا جائے گا۔!!!

پاکستان سے باہر جہاں تک چندہ دہندگان کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان دوسرے نمبر پر ہے

آج کے خطبہ میں خاص طور پر ان دعاؤں پر زور دیں کہ اگلی صدی کا دن نہ چڑھے کہ یہ لوگ ابھی قید کی حالت میں ہوں

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ نبوت ۱۳۶۷ ہش / نومبر ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید صاحب غازی لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ کاتبانہ کیفیتہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا:
آج نومبر کی چار تاریخ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں ہر سال تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز ہوتا ہے اس نسبت سے یا تو اکتوبر کے آخری جمعہ میں یا نومبر کے پہلے جمعہ میں تحریک جدید کے آئندہ سال کا باقاعدہ اور رسمی طور پر اعلان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کو قائم ہوئے آج چون ۵۴ سال گزر چکے ہیں اور اب ۵۵ ویں سال کے آغاز کا اعلان کیا جائے گا جو چندہ دہندگان پہلے تحریک جدید میں شامل ہوئے اُن کی فہرست کا نام دفتر اوّل ہے اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دفتر اوّل کے بہت سے چندہ دہندگان زندہ موجود ہیں اور اپنے چندہ کو باقاعدہ مسلسل آگے بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تعداد ایسی تھی جو فوت ہوگئی اور طبعی بات ہے کہ سال بہ سال اس دفتر میں کمی واقع ہوتی تھی لیکن کیونکہ میں نے تحریک کی تھی کہ جہاں تک ممکن ہو

دفتر اوّل کے مجاہدین کا نام ہمیشہ زندہ رکھا جائے

اس لئے اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال اس دفتر کی تعداد میں بھی ایک دفعہ گرنے کے باوجود اضافہ ہونا شروع ہوگیا ہے یعنی کل اصل تعداد میں تو اضافہ ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ دفتر تقریباً دس سال کے بعد ان معنوں میں بند کر دیا گیا تھا کہ اب اس دفتر میں مزید کوئی چندہ دہندہ شامل نہیں ہوگا بلکہ جو لوگ اس پاکیزہ مبارک تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہیں اب اُن کے نام دفتر دوم کی فہرست میں لکھے جائیں گے لہٰذا دفتر دوم کو قائم ہوئے اب پینتالیسواں سال ہے

میں یہ بات اس لئے کھول رہا ہوں کیونکہ اس کے بعد میں جماعت کو ایک امر کی یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں بہرحال اُن پہلے دس سالوں میں جتنے بھی سعید بخت احمدیوں کو توفیق ملی کہ وہ اس تاریخی اور عظیم تحریک میں شامل ہوسکیں اُن کے بعد دوبارہ اس فہرست میں کسی نام کی گنجائش نہیں رہی اور مسلسل وہی فہرست ہے جو آج تک چلی آرہی ہے اور وہی لوگ ہیں کہ جن میں سے جو زندہ ہیں وہ آج بھی چندہ دے رہے ہیں۔

تو میں نے چند سال پہلے یہ تحریک کی تھی کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی قربانیاں نہایت حیرت انگیز اور عظیم الشان ہیں باوجود اس کے کہ اُن دنوں روپوں کے لحاظ سے اُن کے چندے کی کل مقدار آجکل چندے کی مقدار کے مقابل پر کچھ بھی نہیں تھی لیکن جہاں تک خلوص کا تعلق ہے اور تقویٰ کے ساتھ خدا کے حضور کچھ پیش کرنے کا تعلق ہے اور جہاں تک آمد کے تناسب سے قربانی کا تعلق ہے اُن لوگوں نے عظیم الشان قربانیاں دیں جن میں وہ بالارادہ بھی شامل ہوئے اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ وہ غیر ارادی طور پر اس عظیم الشان قربانی میں شامل ہوئے اور پھر اس کو نبھاتے چلے گئے۔

غیر ارادی طور پر اس طرح کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک فرمائی ۱۹۳۴ء میں تو اس وقت بہت سے سننے والوں نے یہ سمجھا کہ یہ تحریک صرف ایک سال کے لئے ہے چنانچہ انہوں نے اس خیال سے اپنی سالانہ طاقت سے بڑھ کر اس تحریک میں حصہ لے لیا اور یہ خیال کیا کہ کچھ قرض اُٹھا لیں گے کیونکہ ایسی تحریکات تو روز روز تو ہوا نہیں کرتیں۔ چنانچہ انہوں نے اس اندازے کے مطابق کہ زیادہ دیتے ہیں اور باقی قرضے بعد میں پورے کرتے رہیں گے اپنی سالانہ توفیق کے مقابل پر قربانی میں بہت زیادہ حصہ لے لیا۔ کچھ مہینوں کے بعد حضرت مصلح موعودؓ سے وضاحت کروائی گئی تو

اُن میں سے ایک بھی نہیں تھا جس نے پیچھے قدم ہٹایا ہو ہر ایک نے بلا استثناء یہ عہد کیا کہ میں خدا سے جو ایک دفعہ وعدہ کر چکا ہوں

اس سے پیچھے قدم نہیں ہٹانا۔ ہمارا اپنے رب پر کامل توکل ہے اور وہی ہمیں وعدے پورے کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے گا۔

چنانچہ اس لحاظ سے خدا نے اُن کے توکل کو سچا کر دکھایا وہ نہ صرف یہ کہ پیچھے نہیں ہٹے بلکہ جو اُن میں سے فوت ہوئے وہ تا دم واپسیں آخر وقت تک کامل وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھاتے رہے۔

اُن دنوں جماعت کے اقتصادی حالات بہت ہی ناگفتہ بہ تھے اور قادیان کی تو بھاری اکثریت غرباء اور درویشوں پر مشتمل تھی ایسے حالات تھے کہ بعض دفعہ جماعت کو مہینوں انجمن کے کارکنوں کو مقرر کردہ معمولی گزارے دینے کے لئے پیسے نہیں ملتے تھے اور حضرت مصلح موعودؓ قرض اُٹھا کر اُن کو پیسے دیا کرتے تھے یا بعض دفعہ کئی کئی مہینے یہ اعلان کیا جاتا تھا کہ آپ حسب توفیق اپنے طور پر قرضے اُٹھالیں اور جب جماعت کو توفیق ملے گی تو آپ کو گزارے دے دئے جائیں گے۔

تو جب انکی قربانی کو اُن حالات کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو اس کی عظمت اور بھی زیادہ نمایاں ہو کر دکھائی دینے لگتی ہے۔

پھر اس دفتر کی ایک عظمت ایسی ہے جو دوبارہ کبھی کسی دفتر کو نصیب نہیں ہو سکتی یعنی اس میں صحابہؓ کی بہت بڑی تعداد شامل تھی اور اُن صحابہ میں سے اب گنتی کے صرف چند رہ گئے ہیں جو دفتر اوّل میں شامل تھے۔

پس اس دفتر نے تو لازماً رفتہ رفتہ تاریخ کی یادیں بن جانا تھا اور گزرے ہوئے وقتوں کی کہانی ہو جانا تھا اس لئے میں نے یہ تحریک کی تھی کہ جہاں تک بھی جماعت کو توفیق ہو کھود کھود کر کرید کرید کر ان لوگوں کے متعلق معلوم کریں کہ ان کی اولادیں کہاں ہیں۔ کون اُن کے عزیز ہیں جو براہ راست ان کی اولاد نہ بھی ہوں تو اب ان رفتگان کے کئے ہوئے وعدوں کو دوبارہ از سر نو پیش کریں اور یہ عہد کریں کہ انشاء اللہ وہ اور ان کے بعد ان کی نسلیں بھی اُن کے وعدوں میں اضافہ کرتی چلی جائیں گی اور اضافے کے ساتھ جماعت کو پیش کرتی چلی جائیں گی۔

اس لحاظ سے یہ دفتر ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ ہو سکتا ہے

چنانچہ اس اعلان کے بعد اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت کو کسی حد تک توفیق ملی اور اس دفتر میں ہر سال دوبارہ اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے۔

لیکن آج جو خاص بات میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر وہ سارے کھاتے زندہ نہیں ہوئے تو اس میں جماعت کا کوئی قصور نہیں ہے تحریک جدید نے جس کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا پوری ہوشمندی سے یہ کام نہیں کیا۔ میں نے دفتر مال کو بار بار نصیحت کی اور سمجھایا کہ اس طریق پر کام کریں لیکن پھر جواب یہی آتا ہے کہ پتہ نہیں لگ رہا کہ کون کہاں ہے چنانچہ میں نے اُن سے کہا کہ آپ سے جتنے نام تلاش ہو سکے ہیں اُن پر نشان لگائیں اور باقی کتاب مجھے بھجوائیں اور یہ کام میں خود اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں کہ کس طرح اُن بزرگوں کو تلاش کیا جائے اور اُن کی اولادوں کے ساتھ اُن کا تعلق قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایک دن جب میں نے سرسری نظر سے اس کا جائزہ لینا شروع کیا تو حیرت ہوئی کہ اگر وہ آنکھیں کھول کر محض اپنی یادداشت ہی سے کام لیتے کئی طرکوں کے سپرد کام کر دیتے اور یہ نہ ہوتے کہ بس جماعت کو چٹھی لکھ دو جس جماعت میں کوئی ہے اور پھر دیکھو کیا جواب آتا ہے بلکہ ہوشمندی سے اس فہرست کا مطالعہ کر لیتے تو قادیان کی پروردہ نسل کے ذہن میں بہت سی یادیں محفوظ ہیں اور وہ یادیں آسانی دوبارہ تازہ ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ جب میں نے کینیا کو دیکھا اور افریقہ کے دوسرے ممالک پر نظر ڈالی تو بہت سے لوگ مجھے یاد تھے ان کی اولادیں کینیا وغیرہ کو چھوڑ اب امریکہ چلی گئی ہیں اور کوئی کینیڈا جاکر آباد ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ پاکستان چلے گئے اور اچھے بھلے معروف لوگ ہیں۔

اسی طرح قادیان میں بہت سے لوگ تھے جو افریقہ جاکر آباد ہو گئے یا افریقہ چھوڑ کر کسی اور ملک میں چلے گئے تو اگر محض ایک سرسری جائزہ بھی لے لیا جاتا اور وہ افسران متعلقہ جن کو قادیان میں پرورش پانے کی سعادت

ملی ہوئی ہے وہ اکٹھے بیٹھ کر یا الگ الگ غور کرتے تو ان ناموں میں بھاری تعداد ایسے افراد کی تھی جن کو از سر نو دریافت کر لینا اور اسی طرح ان کی اولادوں کو بھی دریافت کر لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا جب میں نے ان افراد کے ناموں پر سرسری نظر ڈالی تو پتہ لگا کہ خدا کے فضل سے وہ سارے ہی

دُنیاوی لحاظ سے غیر معمولی طور پر خوش حال تھے

اور مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت کے اوّلین قربانی کرنے والوں کی قربانی کا صلہ ہے جو اللہ تعالےٰ اُن کو اس طرح بھی دے رہا ہے کہ ان کی اولادوں کے اموال میں برکت ڈال رہا ہے۔

اس لحاظ سے تو اُن پر دوہرا فرض عائد ہوتا ہے اور فرض کا سوال نہیں ان کو اگر پتہ لگ جائے کہ کن بزرگوں کی یادوں کو، نیکیوں کو ہم نے زندہ کرنا ہے اور اس رنگ میں ہم دفتر اوّل میں شمولیت کا بھی ایک رستہ پا سکتے ہیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ فوری طور پر سعادت سمجھتے ہوئے اس تحریک میں شامل نہ ہوں چونکہ چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ یہاں موجود تھے میں نے خود اُن کو یہ معاملہ سمجھا دیا کہ آپ ایک موقع اور لینا چاہتے ہیں یا یہ معاملہ خود میں سنبھال لوں تو انہوں نے کہا کہ مجھے افسوس ہے وکیل اعلیٰ ہونے کے لحاظ سے یہ میری ذمہ داری تھی لیکن میں عہد کرتا ہوں کہ واپس جاکر پوری ہوشمندی کے ساتھ جس حد تک ممکن ہے اس سال کے اندر اندر بظاہر گم شدہ بزرگوں کو دوبارہ دریافت کرنے کی کوشش کریں گے اور جو بقیہ نام رہ جائیں گے وہ ہم آپ کو بھیج دیں گے تاکہ پھر آپ اپنے طور پر جو کوشش کرنی ہے کریں تو اس پہلو سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے ایک بہت بھاری تعداد ان میں سے ایسی ہو گی

جن کا چندہ دائمی ہو جائے گا

اور میں نے تحریک جدید کو یہ بھی کہا تھا کہ جب آپ اس کام سے فارغ ہو جائیں پھر ایسے تمام افراد جن کے متعلق ہم سب کوششوں کے باوجود معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ کہاں ہیں اُن کے متعلق میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ حسب توفیق اُن کے چندوں کو زندہ رکھنے اور جب تک خدا تعالےٰ نے زندگی عطا فرمائی اس وقت تک اس عہد کو نبھانے کی کوشش کروں گا۔

تو اس لحاظ سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ سوائے ان چند لوگوں کے جو بعض ابتلاؤں کا شکار ہو گئے اور جماعت سے ہٹ گئے باقی سب کے کھاتے ہمیشہ کے لئے دوام پکڑ جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا ابد زندہ رہیں گے۔

دفتر اوّل کے بعد دفتر دوم کو پینتالیسواں (۴۵) سال ہے اور دفتر سوم کو چوبیسواں (۲۴ واں) سال ہے اور دفتر چہارم کو صرف چار سال ہوئے ہیں۔

دوسرا خاص قابلِ توجہ پہلو یہ ہے کہ میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ صرف چندے کو بڑھانا ہمارا مقصد نہیں بلکہ چندہ دینے والوں کی تعداد کو بڑھانا اوّلیت رکھتا ہے۔

جہاں تک جماعت کی ضرورتوں کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام بڑھتی ہوئی ضرورتیں خود بخود پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ہمارے کام کی توفیق کے ساتھ خدا تعالیٰ خرچ بھی مہیا کرتا چلا جاتا ہے یعنی ضرورت تو یہ ہے کہ ساری دُنیا میں ہر جگہ ہم فوری طور پر باقاعدہ مساجد اور مشن قائم کریں اور تبلیغ کا کام شروع کریں اور سارے عالم کا کام سنبھال لیں یہ ضرورت تو بہر حال ہمیشہ کے لئے ہے لیکن آپ سوچیں گے کہ یہ ضرورت تو پوری نہیں ہو رہی۔ میں جب کہتا ہوں کہ خدا ضرورتوں کو پورا کرنے کا کفیل ہے۔ اُس نے کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں چھوڑا تو میری مُراد یہ ہے کہ ہماری ضرورتوں کو ہمارے کام کرنے کی توفیق سے ایک نسبت ہے کام کرنے کے لئے جتنے جتنے مخلصین مہیا ہوتے چلے جاتے ہیں اُن کے بڑھنے

کے ساتھ ساتھ ایسی ضرورتیں سامنے آجاتی ہیں جن میں وہ خدمت سرانجام دے سکتے ہیں اور اس کے ساتھ پھر روپے کی ضرورت پیش آتی ہے ایسی ساری ضرورتیں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے لازماً پوری ہوتی ہیں۔ خلیفۂ وقت کبھی بھی خالی ہاتھ ہو کر نہیں بیٹھ سکتا کہ یہ ضرورت سامنے آئی ہے اس کے لئے خدمت گار بھی موجود ہیں لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے اس لئے میرا کامل ایمان ہے اور میرا تجربہ ہے اس تجربے کی روشنی میں میں سمجھتا ہوں کہ

میرا یہ ایمان بالکل درست ہے

اور سچا ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے کام کی توفیق بڑھائے خدا تعالیٰ اُسے پورا کرنے کے لئے ذرائع ضرور مہیا فرمائے گا۔

لیکن کام کی توفیق بڑھانے کے لئے اخلاص کی توفیق بڑھانی چاہیئے اور مخلصین کی تعداد بڑھانی چاہیئے اس لئے تحریک جدید کا چندہ ہو یا دوسرے چندے ہوں ہمیں زیادہ زور اس بات پر دینا چاہیئے کہ چندہ دہندگان کی تعداد زیادہ سے زیادہ بڑھتی رہے کیونکہ مجھے یقین بھی ہے اور تجربہ بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی میں حصہ لینا شروع کر دیتے ہیں اُن کے ساتھ دو باتیں پیش آتی ہیں۔

ایک تو یہ کہ اُن کے اندر خدمت کا جذبہ بھی بڑھنا شروع ہو جاتا ہے دوسرے

اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں بھی برکت دیتا ہے

اور اُن کے رزق میں بھی برکت دیتا ہے تو یہ قطعی اور یقینی چیز ہے اس میں کسی اندازے اور تخمینے کی بات نہیں اس لئے جماعت نے اگر ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور کام بہت زیادہ ہیں تو یہی ایک طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مخلصین کی تعداد بڑھا کر پیش کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں کام کی نئی نئی راہیں بھی آپ پر کھولتا چلا جائے گا اور اُن راہوں پر چلنے کی توفیق بھی خود عطا فرماتا رہے گا۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی ایک دعا درج ہے کہ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا.... (سورۃ البقرہ ۱۲۹ : ۲)

کہ انہوں نے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا مجھے میری قربان گاہیں دکھا مجھے وہ طریق بتا جس سے میں قربانیاں پیش کروں حقیقی معنوں میں آیت کا مفہوم اس شخص پر ظاہر ہوتا ہے جو قربان گاہوں کی تلاش میں آگے بڑھتا ہے۔ اور پھر معلوم کرتا ہے کہ خدا کی توفیق کے بغیر قربان گاہیں بھی نصیب نہیں ہوا کرتیں اس نسبت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ فہم عطا فرمایا ہے جو حقیقی عرفان ہے کہ قربان گاہوں کو بڑھانے کیلئے دعا مانگنے کا مطلب کیا ہے آپ جوں جوں دعا کریں گے اور اخلاص کے ساتھ آپ اس راہ میں قدم آگے بڑھائیں گے خدا تعالیٰ نئے کام آپ کے سامنے پیش کرتا چلا جائے گا اور

دعا کے بغیر ان نئے کاموں کو سرانجام دینے کی توفیق نہیں مل سکتی

پس یہ وجہ ہے کہ میں ہمیشہ سے زور دیتا ہوں کہ چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کریں۔ شروع میں وہ بے شک تھوڑا دیں خواہ اپنی توفیق کے مقابل پر تھوڑا حصہ بھی ادا کر رہے ہوں لیکن جماعت میں ہر نئے شامل ہونے والے کو یا ہر نئے کمانے والے کو جماعت کے چندوں کے نظام میں شامل کرنا چاہیئے اور اسی اصول کے تابع تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہیئے اگرچہ خدا کے فضل سے ہر سال یہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے لیکن جماعت کی تعداد کے مقابل پر ابھی بہت کمی ہے اور یہ کمی زیادہ تر پاکستان کے بعض پرانے اضلاع میں ہے جہاں جماعتیں بھاری تعداد میں موجود ہیں لیکن تربیت کی کمی رہ گئی ہے اور یہ کمی افریقہ کے ممالک میں ہے اور انڈونیشیا میں بھی کافی کمی ہے باوجودیکہ وہ گزشتہ چند سال سے نسبتاً تیز قدموں سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

جہاں تک افریقہ کے حالات کا تعلق ہے۔ ان کی کچھ ایسی مجبوریاں ہیں جن کے پیش نظر ہم اُن کو کچھ دیر کے لئے یہ سہولت دے سکتے ہیں کہ آپ رفتہ رفتہ کچھ تھوڑا تھوڑا قدم آگے بڑھائیں اور ہمیں آپ سے تیز آگے بڑھنے کی توقع نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ افریقہ بالعموم اس وقت شدید اقتصادی بحران کا شکار ہے اور جہاں جماعتیں بہت کثرت سے ہیں وہاں اس بحران کے نتیجہ میں صرف یہ تکلیف دہ بات ہی سامنے نہیں آ رہی کہ احمدی انفرادی طور پر غریب ہیں بلکہ انتظامیہ کو افراد سے تعلق قائم کرنے کی راہ میں بڑی دقتیں ہیں یعنی یہاں تو آپ نے چندے کی تحریک کی اور اسی دن ٹیلی فون کے ذریعے ساری جماعت کو مطلع کر دیا۔ وہاں ٹیلی فون کا تو خیر سوال ہی نہیں خط لکھ کر اطلاع دینے میں بھی بعض دفعہ مہینوں لگ جاتے ہیں اور سفر اختیار کرنا بہت ہی وقت طلب ہے۔ سڑکیں خراب سواریاں ناقابل اعتماد۔ بعض دفعہ پیٹرول نہ ہونے کی وجہ سے مسافر بسیں مہینوں نہیں چلتیں سامان سے لیس ٹرک کھڑے رہ جاتے ہیں۔ دشوار گزار راستے جو دن بدن خراب ہوتے چلے جا رہے ہیں بہت ہی بدحالی کی کیفیت ہے اس لئے باوجود اس کے کہ ملک کی انتظامیہ مخلص بھی ہے وہ چاہتی بھی ہے کہ ہر آواز پر لبیک کہے لیکن رابطے کی مجبوریاں ایسی ہیں کہ وہ پوری طرح آواز ہی نہیں پہنچا سکتیں اور اگر اس کے جواب میں لبیک کی آواز آئے بھی تو وہ بھی دو تین مہینے کے بعد سنائی دے گی اور ایسے حالات میں انسان طبعاً غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور خصوصاً اگر ملک غریب ہو تو اس غریب ملک میں رابطے کی کمزوری اور بھی زیادہ بد نتائج ظاہر کرتی ہے۔

تو افریقہ میں بسنے والے احمدیوں کی بھاری تعداد ایسی ہے جو تحریک جدید کے اس نظام میں شامل نہیں ہو سکی اور اگر ان کو کہا بھی جائے تو نرمی سے کہنا پڑتا ہے کیونکہ اُن میں ... بعض تو ایسے ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں جو عام چندہ بھی نہیں دے سکتے کجا یہ کہ اُن سے طوعی چندے وصول کئے جائیں تو ہم پوری کوشش تو کر رہے ہیں کہ ان کی اقتصادی بہتری کے لئے بھی کوئی پروگرام جاری کریں اور یہاں انگلستان میں

چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں کی صدارت میں

ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جو افریقہ کو اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے تجاویز پر غور کرتی ہے اور میں نے اُن سے کہا ہے کہ ان تجاویز پر عملدرآمد کرانا بھی آپ ہی کی ذمہ داری ہے اُس میں کچھ تجربہ کار بینکرز اور تاجر لوگ وغیرہ شامل ہیں اور یہ وسیع مشوروں کے بعد بعض اقدامات تجویز کرتے ہیں لیکن یہ چیزیں ایسی ہیں جو بہت لمبا وقت چاہتی ہیں۔ مثلاً یہ بہت سے ایسے سوالات تیار کر کے افریقہ میں بھیجتے ہیں جن کا جواب آنے میں مہینوں لگ جاتے ہیں وہی کمزوری ہے جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں پھر بعض جماعتیں بھی ان کے سوالات کے جوابات وقت پر نہیں دیتیں اور یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن کے نتیجے میں ہماری رفتار پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

تو ضمناً میں یہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ جب مرکز سے چٹھیاں جائیں تو اس سے قطع نظر کہ وہ میرے دستخط سے گئی ہیں یا وہ میرے علاوہ کسی اور خادم سلسلہ کے دستخطوں سے گئی ہیں اُن کا فوری جواب دینا چاہیئے کیونکہ فوری جواب دینے میں روح یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے پیغام کا جواب دے رہے ہیں وہ پیغام دینے والا

خواہ معمولی کپڑوں میں ملبوس ڈاکیہ

ہو یا رجسٹرڈ خط پہنچانے والا کلرک ہو اس کو تو آپ نہیں دیکھا کرتے آپ یہ دیکھتے ہیں کہ خط اصل میں کس کی طرف سے آیا ہے پیغام اصل میں کس کا ہے۔

دینی الٰہی جماعتوں میں سب پیغام خدا کی طرف سے آتے ہیں جو پیغام پہنچانے والا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی۔ نہ میری کوئی حیثیت ہے نہ دوسرے کارکنان کی کوئی حیثیت ہے۔ پیغام میں برکت بھی اُس وقت پڑے گی جب آپ سامنے نظر آنے والے شخص کی بجائے اس کے پیچھے کھڑی ہونے والی طاقت پر نظر رکھیں گے اور پیغام کو اس احترام کے ساتھ دیکھا کریں گے کہ یہ دراصل اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی کی طرف سے ہے اور نیک کاموں پر مشتمل اس پیغام کی بنیاد قرآن کریم کلام الٰہی

میں ہے۔

جب آپ اس پر اس پہلو سے نظر ڈالیں گے تو آپ کے اندر غیر معمولی مستعدی پیدا ہو جائے گی کیونکہ دنیا میں تو اس کا بہت فرق پڑتا ہے ہمارے دفتر کے بعض افسران کارکنان اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اتنی چٹھیاں لکھیں کوئی جواب نہیں آیا جب میں اپنے دستخط سے چٹھی بھیجتا ہوں تو فوراً جواب آ گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اثر پڑتا ہے لیکن اُن کی نظر مجھ تک آ کر ٹھہر گئی ہے حالانکہ اتنی سی بات تو غالب کو بھی سمجھ آ گئی تھی کہ ؎

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

کہ ہمارا معبود و مسجود تصورات کی حدوں سے بھی بہت پرے ہے جو اہلِ بصیرت لوگ ہیں جو معاملات کا عرفان رکھنے والے ہیں وہ قبلہ کو قبلہ نما کہا کرتے ہیں اور جو کم نظر لوگ ہیں وہ قبلہ نما کو قبلہ سمجھتے ہیں۔ قبلہ نما کاغذ یا کسی اور چیز کے دھاگے کی بنی ہوئی پرندہ نما چیز ہوتی ہے جو ہوا کا رخ بتایا کرتی ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ شروع سے تعلق کو قائم کر کے اس کا رخ قبلہ کی طرف معین کر دیا جائے تو وہ چیز درحقیقت بھی قبلہ نما کہلاتی ہے وہی چیز جو لوگ ہوا کا رخ جاننے کے لئے دیکھتے ہیں اگر اس کو باقاعدہ انداز لگا کر قبلہ کی طرف رخ کر کے فکس (FIX) کر دیا جائے تو وہ اس وقت صحیح معنوں میں قبلہ نما بنتا ہے۔

تو غالب کے نزدیک قبلہ نما وہ نہیں ہے قبلہ نما تو قبلہ ہے کیونکہ قبلہ ہمیں خدا دکھائی دیتا ہے اور قبلہ نما اپنی ذات میں منتظر نہیں ہے

پس

دنیا میں خدمتِ دین کرنے والے قبلہ نہیں ہیں۔ وہ قبلہ نما ہیں

جب آپ اس پہلو پر نظر رکھتے ہیں تو ہر قبلہ نما ایک ہی جیسا ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اگر اس کا انحصار قرآن مجید پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک پر ہے تو بات اسی طرح مانی جائے گی جس طرح کوئی اور شخص اس بات کو کہے۔ دراصل یہی وہ عرفان کا نکتہ ہے جو قرآن کریم ہمیں ان الفاظ میں سکھاتا ہے کہ ؎

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ (سورۃ البقرہ ۲۸۶)

ایک پہلو سے تو رسولوں میں بے شمار فرق ہے۔ اُن کے سب سے آخری مقام پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین فائز ہیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کے دل کی آواز یہ ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کہ ہم خدا کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔ اس میں جو مضمون بیان فرمایا گیا ہے وہ قبلہ نما ہی کا مضمون ہے۔ یہ مطلع کیا گیا ہے کہ پیغمبر ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو، افضل ہو یا کمتر ہو جب وہ خدا کے نام پر آواز بلند کرتا ہے تو مومن کے دل سے اس کے سوا کوئی آواز نہیں اٹھتی کہ

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ

کیونکہ خدا کے رسول کا پیغام ہے خواہ رسول کیسی ہی حیثیت کا ہے ہم اس آواز میں قطعاً کوئی فرق نہیں کریں گے۔ ہر آواز پر لبیک کہیں گے۔

تو مجھے آپ کو ضمناً یہ بھی سمجھانے کی ضرورت پیش آئی کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ رفتہ رفتہ یہ رجحان پھر بڑھ رہا ہے۔ میں اس کو دبا تا ہوں یہ پھر دوبارہ شروع ہو جاتا ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے آ نامرا کچھ بعد جو ہدایت ملے یعنی کلام الٰہی پر مبنی ہوا کرتی ہے اور فرمانِ محمد مصطفیٰ پر مبنی ہوا کرتی ہے اور ان کے دائرہ اختیار کے اندر رہتی ہے اس آواز کو سارے آگے پہنچانے والے اسی طرح سلوک کے مستحق ہیں جس طرح وہ شخص جس نے آپ کے لئے اس آواز کا آغاز کیا ہے اور اس میں آپ کو کوئی تفریق نہیں کرنی چاہئے۔

آج کے نئے سال کے لئے میرا دوسرا پیغام یہ ہے کہ

چندہ دہندگان کی تعداد بڑھانے کی طرف مزید توجہ کریں

اس پہلو سے یہ خبر خوشی کی ہے کہ ختم ہونے والے سال میں تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ چکی ہے۔ اس وقت میں معین طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تعداد کتنی بڑھی ہے کیونکہ ایک لاکھ پانچ ہزار کی جو تعداد میرے سامنے ہے اس میں بہت سے ممالک کی تعداد شامل نہیں ہے آج صبح تک جتنی بھی اطلاعات ملیں یہ تعداد ان سب کا مجموعہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے اس وقت تک اس تعداد میں پندرہ (۱۵) بیس (۲۰) ہزار اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

تو اس کی مزید تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے اور گنجائش بہت ہے اور گنجائش کا تو یہ حال ہے کہ بعض ضلعوں کے ضلعے جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں، وہاں بار بار جانے اور گاؤں گاؤں جانے کا موقع ملا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض جگہ گاؤں کے گاؤں احمدی ہیں اور ایک ایک گاؤں میں ہزار ہا احمدی ہیں لیکن ان سارے اضلاع سے چندہ دہندگان کی تعداد چند ہزار تک آ کے ٹھہر جاتی ہے۔ تو ابھی بے انتہا گنجائش موجود ہے اس لئے جماعتیں اگر اس پہلو سے پھر کوشش کریں تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے ہماری تعداد اس سال کافی بڑھ سکتی ہے۔

جہاں تک سالِ رواں کا، سال گزشتہ سے موازنہ کا تعلق ہے۔ ہماری گزشتہ سال کی ساری وصولی ۹۰۰ء۱۹ اور ۲۸۰ء۴ پاؤنڈ بنتی ہے جو ۸۰۸ء۹۹ء۳۶ء۱ روپے ہے لیکن وعدہ -/۵۹۰۰ء۲۶ پاؤنڈ تھا جس کا مطلب ہے کہ اگر وصولی پوری ہوتی تو -/۵۹۴ء۱۱ء۲ روپے ہوتی تھی چونکہ ابھی بہت سی جماعتوں کی رپورٹیں آنی باقی ہیں اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ -/۲۸۱۱۹ ہم کے مقابل پر عملاً وصولی زیادہ ہوئی ہوگی اور یہ صحیح نہیں ہے کہ یہاں آ کر وصولی ٹھہر گئی لیکن جن جماعتوں کی رپورٹیں آئی ہیں میں نے ان پر تفصیل سے نظر ڈالی ہے ان میں بھی ابھی کمی باقی ہے اور بعض جماعتیں جن سے توقع تھی کہ وہ بہر حال اپنا وعدہ پورا کریں گی مثلاً انگلستان کی جماعت امریکہ کی جماعت ان جماعتوں میں بھی ابھی کمی ہے تو ان کیلئے آج پیغام یہ ہے کہ اپنی گزشتہ کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں معلوم ہوتا ہے کہ تحریک جدید کا نظام چلانے والوں سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے یا کوئی اور ایسی وجہ پیدا ہوتی ہے کہ جماعت بحیثیت جماعت اس طرف توجہ نہیں دے سکی یاد رکھیں کہ جو وعدے کئے جاتے ہیں ان کو پورا کرنا ایک اخلاقی ذمہ داری ہے

اور جہاں تک مومن کا تعلق ہے یہ عام اخلاقی ذمہ داری سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور جہاں تک خدا سے کئے جانے والے وعدوں کا تعلق ہے اس میں اور بھی زیادہ تقدس پیدا ہو جاتا ہے اس لئے سوچ کے وعدے کیا کریں ایک اندازہ لگا کر وعدے کیا کریں اور پھر

دعا کے ذریعے خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے رہا کریں

کہ آپ نے جو وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کم سے کم آپ کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اگر آپ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس وعدے کو بڑھا کر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تو یہ میرا ذاتی تجربہ کی بات نہیں کہ دعا آپ کے حق میں قبول ہو اپنے ارادے بلند رکھیں تاکہ کم سے کم جو وعدے پورے کرنے کا معیار ہے اس سے نیچے تو نہ گر سکیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر توجہ دلائی جائے تو آسانی کے ساتھ یہ وعدے بھی پورے ہو سکتے ہیں جن بڑی بڑی جماعتوں نے ماشاء اللہ قربانی میں بڑا نمایاں حصہ لیا ہے، مثال کے طور پر میں ان کے نام آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

بیرونِ پاکستان جماعتوں میں جرمنی صف اول میں پہلی ہے جرمنی نے 24,700/- DM جرمن مارکس کا ۱۹۸۷/۸۸ء میں وعدہ کیا تھا۔ یہ رقم پاؤنڈوں میں -/۱۹۱ء۷۶ پاؤنڈ بنتی ہے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق -/۰۰۰ء۸۲ پاؤنڈ وصول ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ چونکہ اس وقت تک پوری اطلاعات نہیں آیا کرتیں اس لئے بعید نہیں کہ جرمنی کی وصولی کی رقم (۳۱) سے زیادہ

بڑا اور اصل سے آگے بڑھ چکے ہوں لیکن فی الحال میں تا وقت موصول ہونے والی اطلاعوں کے مطابق آپ کو صورتِ حال سے مطلع کر رہا ہوں۔

جرمنی کے بعد دوسرے نمبر پر خدا تعالیٰ کے فضل سے انگلستان ہے انہوں نے جرمنی کے ۹۱۹۱/- کے وعدے کے مقابل پر 74000/- کے پاؤنڈز کا وعدہ کیا تھا مگر وصولی میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ وصولی صرف 51822/- کے پاؤنڈز کی ہے۔

امریکہ تیسرے نمبر پر ہے اُن کا وعدہ 59385 کے پاؤنڈز کا وعدہ تھا اور وصولی 47726 کی ہے گویا وعدوں کے لحاظ سے بھی اور وصولی کے لحاظ سے بھی امریکہ تیسرے نمبر پر رہتے۔

کینیڈا وعدوں کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر ہے یعنی ۳۵۱۲۳ کے کا وعدہ تھا لیکن خدا کے فضل سے وصولی صد فیصد ہو چکی ہے اور یہ امتیاز مغربی دنیا میں کینیڈا کو ہی حاصل ہے اور اس کے علاوہ نسبتاً نئی چھوٹے وعدے کرنے والوں کو بھی حاصل ہے۔

تو مغربی دنیا کی چار بڑی جماعتیں ہیں جنہوں نے اللہ کے فضل سے تحریک جدید کا زیادہ تر بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور بڑی ہمت سے قدم آگے بڑھانے کی کوشش کر رہی ہیں کینیڈا وعدوں کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر ہونے کے باوجود وصولی میں نمبر ایک ہے۔ لیکن نسبتاً چھوٹے ممالک میں نمایاں طور پر آگے قدم بڑھانے والوں میں ڈنمارک اور ناروے ہیں انہوں نے اپنی توفیق کے مطابق وعدے بھی بڑھائے اور وصولی سو فیصد سے زیادہ کی ہے۔ یہاں وصولی بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سارا سال باہر سے آکر لوگ جماعت میں شامل ہوتے رہتے ہیں اور نئے وعدوں میں اضافہ ہوتا رہا جس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت نے بڑی مستعدی سے اس بات پر نظر رکھی ہے کہ جہاں جماعت میں کوئی اضافہ ہوا ہے وہاں انہوں نے نئے آنے والوں کے ساتھ رابطہ کر کے انہیں جماعت کے چندوں کے نظام میں بھی شامل کیا ہے۔ بہر حال یہ ان دونوں جماعتوں کا اعزاز ہے۔

ساؤتھ افریقہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اعزاز ہے کہ وہاں بھی وعدوں سے زیادہ وصولی ہوئی۔

ایران کو بھی یہ اعزاز ہے لیکن وہ ایک پہلو سے ان سب پر فوقیت لے جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ وہاں پچھلے چند سالوں سے حالات بہت ہی زیادہ مخدوش تھے اور گزشتہ سال تو جب شہروں پر بمباری ہونی شروع ہوئی، اسقدر افراتفری کا عالم تھا کہ بہت سے ایرانی بھی وہ شہر چھوڑ گئے اور دیہاتوں میں منتقل ہو گئے اور بہت سے باہر سے آکر بسنے والے احمدی ایران ہی چھوڑ کر واپس چلے گئے اس وجہ سے ان کے سیکرٹری مال صاحب کو بہت تشویش تھی کہ یہ شاید وعدہ بھی پورا نہ کر سکیں لیکن خدا کے فضل سے وہ ہمت والے ہیں۔ دعائیں بھی کرتے رہے دعا کی یاددہانی بھی کراتے رہے اور محنت بھی بہت کی چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۳۱۰۰۰/- ریال کے مقابل پر اس وقت تک کی اطلاع کے مطابق ۱۵۷۶۶۰/- ریال وصول کر چکے ہیں جو اس چھوٹی سی جماعت کے لحاظ سے خدا کے فضل سے بہت ہی قابل قدر قربانی ہے۔

بقایا کھاتہ جات میں ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی روشنی میں نسبت کے لحاظ سے خاص طور پر جو کام ہوا ہے پاکستان میں ۲۲۴ کھاتے بحال کئے گئے ہیں اور بیرونی دنیا میں صرف کینیڈا کو یہ اعزاز ہے کہ انہوں نے کھاتے بحال کرنے کی طرف توجہ کی اور ۲۵ کھاتے بحال کئے۔ اس ضمن میں ایک تو یہ طریق ہے کہ جو اطلاع آپ کو مرکز سے ملتی ہے کہ ان ان ناموں کو تلاش کریں اس پہ غور کریں

نسبتاً معمر لوگوں پہ مشتمل ایک کمیٹی

بٹھائی جائے جو کچھ نہ کچھ پرانے لوگوں کو جانتے ہوں اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر جماعتیں ایک سرکلر جاری کریں اور تمام خاندانوں کو مطلع کر دیا جائے کہ آپ کے خاندانوں میں کچھ ایسے بزرگ ضرور ہوں گے جن کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ تحریک جدید کے ممبر نہیں تھے تو اگر آپ کو ان کے بارے میں پتہ کرنے کی خواہش ہے تو ان بزرگوں کے نام تھے، وہ کہاں کہاں رہتے ہیں وغیرہ معلومات مہیا کریں مثلاً بعض دفعہ ایسا ہوا ہے کہ وہ کچھ دیر یوگنڈا رہے پھر کینیا چلے گئے پھر کسی اور ملک روانہ ہو گئے انگلستان آ گئے یا پاکستان چلے گئے۔ مختلف ممالک میں پھرنے والے لوگ ہوتے ہیں اور ان کے پتہ جات (ADDRESSES) جو آخری کتاب میں موجود ہیں ہمیں پتہ نہیں کہ وہ کس وقت کے ہیں بعض ایسے ہیں جو آغاز میں قادیان میں چندہ دینے والے تھے اور ان کا قادیان ہی کا پتہ رہا ہے حالانکہ وہ اس عرصے میں نقل مکانی کرتے ہوئے کئی ملک تبدیل کر چکے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جن کا شہر ہی بعد کا ہے یعنی کسی نے کسی وقت ٹھیک کرا دیا ہوگا تو وہ بعد کا پتہ درج ہو گیا

تو اگر اس پہلو سے اُن سے یہ درخواست کی جائے یا بار بار عام اعلان کیا جائے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے خاندان کے بزرگوں کے نام اس دفتر اوّل کی نسبت سے ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں تو آپ ہمیں بتائیں کہ وہ بزرگ کہاں کہاں رہتے تھے کیا کیا کرتے تھے، کس کس جگہ گئے پھر کام آسان ہو جائے گا۔ جہاں جہاں وہ گئے ہیں وہاں کی فہرست میں ان کے نام تلاش کریں، انشاء اللہ وہ آپ کو کہیں نہ کہیں نظر آ جائیں گے اگر آپ پوری کوشش کریں تو

ایک سال کے اندر اندر بہت بڑا کام ہو سکتا ہے

ایک تحریک خصوصی معاونین کی چلائی گئی تھی اس تحریک کے نتیجے میں پاکستان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے نئے وعدوں میں بہت اضافہ ہوا ہے اور ۳۹۳۳ احباب اس تحریک میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہ ٹارگٹ TARGET مقرر کر دیتے ہیں کہ اگر آپ ایک ہزار روپیہ دینا چاہتے ہیں تو آپ معاونین خصوصی کی پہلی فہرست میں داخل ہو جائیں گے اس کا انعام تو خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے مگر ایک ٹارگٹ مقرر کرنے سے انسان کے اندر تحریک پیدا ہو جاتی ہے کہ چند قدم اور بڑھا کر کیوں نہ میں ایک ہزار روپیہ والوں میں شامل ہو جاؤں جو پندرہ سو روپے پر ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو بتایا جاتا ہے کہ

اگلا قدم دو ہزار روپے کا ہے

اس فہرست میں آجائیں تو اس طرح انہوں نے رفتہ رفتہ کچھ قدموں میں فہرستیں بنا رکھی ہیں کہ اتنے قدموں پر آکر آپ فلاں منزل پر پہنچ جائیں گے۔ اگر اس طرح کا نظام باہر کے ملکوں میں بھی فائدہ مند ہو سکتا ہے تو اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔

پاکستان سے باہر جہاں تک چندہ دہندگان کا تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان دوسرے نمبر پر ہے

حالانکہ تعداد کے لحاظ سے ہندوستان دوسرے ممالک سے بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جو پرانی قربانی کی جاگ تھی، قربانی کے جذبے کی عادت تھی وہ اللہ کے فضل سے ابھی تک اسی طرح چل رہی ہے پھر اس کے بعد انڈونیشیا کا نمبر ہے۔ افریقی ممالک کے متعلق میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ ان کا اس وقت جو حال ہے اس پہ ان کو تحریک کرنے کے لئے بھی پوری طرح شرح صدر نہیں ہوتا کہ اس پر زیادہ محنت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے تو قربانی میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے کیونکہ تین نسلوں جو تجربے لئے ہیں کوئی افریقن جماعت ایسی نہیں جو اخلاص میں کسی دوسری جماعت سے پیچھے ہو۔ قربانی کا بڑا جذبہ رکھتے ہیں لیکن اس وقت مجبوریاں درپیش ہیں۔

بہرحال انڈونیشیا کے بعد جرمنی ہے پھر برطانیہ پھر امریکہ پھر کینیڈا ہے اس طرح تدریجاً تعداد کم ہوتی چلی جا رہی ہے جو بعد میں آنے والے ہیں اس وقت ان کے پڑھنے کا وقت نہیں مگر تعداد کو دیکھ کر مجھے اندازہ ہے کہ جو ممالک پیچھے ہیں ان میں بھی ابھی بہت گنجائش موجود ہے یعنی بعض جگہ تیسرا یا چوتھا حصہ شامل ہے بعض جگہ صرف ایک فیصد شامل ہے اور بعض جگہ اس سے کم تو گنجائش بہت ہے اللہ تعالیٰ کرے ہمیں اس کی توفیق ملے

کسی چندے کا بھی آپ عادی بنا دیں

پھر یہ کہ خدا کے فضل سے وہ شخص کس طرح تیزی سے مالی قربانی میں بھی اور وقت کی قربانی میں بھی پہلے کی نسبت زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔

آخری بات تحریک جدید کے سال سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ

اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے دعا کی درخواست

کرنی ہے۔ یہ جمعہ میں نے خصوصیت سے اسیرانِ راہ مولیٰ کی یادوں میں ڈوب کر اُن کے لئے دعا کرنے کے دن کے طور پر تجویز کیا تھا ویسے تو کوئی دن ایسا نہیں گزرنا چاہیئے کہ اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے دل سے بار بار کثرت سے دعائیں نکلتی ہوں لیکن جب ایک دن منایا جائے اور ساری دنیا کی اجتماعی دعائیں اس دن خصوصیت کے ساتھ ایک مقصود کے اوپر مرکوز ہو جاتی ہیں اور پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی غیر معمولی جلوے دکھاتی ہے۔ کل روزے کا دن تھا اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ جماعت انگلستان نے مرد و زن اور بچوں نے بھی کثرت کے ساتھ روزے رکھے اور آج دعا کا دن بھی ہے اور اس کے ساتھ کوششوں کا دن بھی جو جمعہ تک نہیں بلکہ ہفتہ اتوار کو بھی جاری رہیں گی اس عرصے میں جیسا کہ میں پہلے ہی ہدایات دے چکا ہوں اُن کی روشنی میں آپ اپنے کام کو منظم کریں اور ساری دُنیا میں ان کی مظلومیت کا احساس بیدار کرنے کے لئے مستعد ہو جائیں اور پہلے جو جو کام کر کے شاید تھک گئے یا سو گئے دوبارہ از سر نو اُن کو اٹھائیں اور نئے جذبے اور جوش کے ساتھ اُن سارے کاموں ساری ترکیبوں کو دُہرائیں اور دوبارہ ان پر عمل شروع کریں جن پر آپ شروع سے اب تک مختلف وقفوں میں کرتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ قربانی کی جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں ہم وہ ادا کرنے والے ہوں اور اس پہلو سے خدا کی نظر میں بے حس اور مجرم نہ ٹھہریں کیونکہ جو آسانی کے دن بسر کرنے والے لوگ ہیں اگر وہ مشکل میں پڑنے والے ساتھیوں کی فکر نہیں کرتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کے حضور مجرم ٹھہرتے ہیں۔

اس لئے

بہت ہی گہری ذمہ داری ہے

اسے ہمیں بڑے خلوص اور بڑی محبت کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے اور خدا سے توفیق مانگتے ہوئے ادا کرنا چاہیئے اور آج کے بعد خاص طور پر ان دعاؤں پر زور دیں کہ اگلی صدی کا دن نہ چڑھے کہ یہ لوگ ابھی قید کی حالت میں ہوں اور اس سے پہلے یہ لوگ آزاد ہوں اور ہمارے ساتھ نئی صدی کے جشن میں ہر طرح سے شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی دعاؤں اور قربانیوں کے ذریعے خدا کی رحمت کو اس طرح بڑھا لیں کہ وہ ہر طرف ہر احمدی مظلوم پر برسنے لگے اور ہم اگلی صدی میں واقعۃً ایک جشن کے موڈ کے ساتھ داخل ہوں یہ نہ ہو کہ دل کے کچھ حصے دکھ رہے ہوں اور ہم خوشیاں منا رہے ہوں آمین۔

ہم شملہ سمجھوتہ کے پابند۔ کشمیر سمیت تمام مسائل اسکے مطابق حل کئے جائیں گے۔ بے نظیر بھٹو کا اعلان

سیاسی دیگر قیدیوں کو عام معافی دینے کی سفارش۔
پاکستان دیوالیہ پن کے دہانے پر ۱۹۷۳ء کا آئین بحال ہوگا۔

"اسلام آباد ۳؍دسمبر (یو۔این۔آئی) پاکستان کی وزیر اعظم بیگم بے نظیر بھٹو نے بھارت کے ساتھ "ناجنگ سمجھوتہ" کا تصور رد کر دیا۔ اور کہا کہ میں دونوں ممالک کے درمیان بقایا مسائل کو حل کرنے کے لئے جن میں کشمیر کا مسئلہ بھی شامل ہے شملہ سمجھوتہ کو زیادہ اہمیت دیتی ہوں جب خاص طور پر یہ سوال پوچھا گیا کہ آیا وہ کشمیر کا سوال اقوام متحدہ میں اٹھائیں گی؟ بے نظیر بھٹو نے کہا "ہم شملہ سمجھوتہ کو مانتے ہیں" وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد اپنی پہلی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اس بات کا اشارہ دیا کہ افغانستان کے بارے پاکستان کی پالیسی میں تسلسل قائم رہے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ صاحبزادہ یعقوب خان کو اپنا وزیر خارجہ بنائے رکھنا چاہیں گی۔

بیگم بے نظیر بھٹو نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ان کے والد مرحوم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۶۰ء کے دہاکے میں بھارت کے ساتھ ناجنگ سمجھوتہ کرنے کی سخت مخالفت کی تھی۔ آپ نے کہا کہ ہم ناجنگ سمجھوتہ کے حق میں نہیں بلکہ شملہ سمجھوتہ کو مانتے ہیں جو کہ دو جمہوری سرکاروں کے درمیان (۱۹۷۲ء میں) ہوا تھا۔ بیگم بے نظیر بھٹو نے اس بات پر زور دیا کہ شملہ سمجھوتہ کی وجہ سے ہی برصغیر میں اتنے لمبے عرصے تک امن رہا ہے جتنے عرصہ تک پہلے کبھی نہیں رہا ہے۔

وزیر اعظم پاکستان بیگم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ۱۹۷۲ء میں مرحوم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور سورگیہ مسز اندرا گاندھی کے درمیان شملہ سمجھوتہ پر دستخط کئے جانے کے بعد آج تک نہ جنگ ہونا اس سمجھوتہ کی سب سے بڑی دین ہے ناجنگ سمجھوتہ کی پیشکش ۱۹۸۱ء میں جنرل ضیاء الحق نے بھارت کو کی تھی اور اعلیٰ سطح پر کئی بار اعلیٰ سطحی میٹنگیں ہونے کے باوجود اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا وزیر اعظم بھٹو نے کہا کہ میں ۲۹؍دسمبر سے یہاں شروع ہونے والے سارک شکھر سمیلن کے دوران بھارت کے پردھان منتری شری راجیو گاندھی سے ملاقات کی منتظر ہوں آپ نے امید ظاہر کی کہ ان کی پہلی ملاقات سے دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی گھٹانے میں مدد ملے گی۔

سیاسی قیدیوں کو عام معافی:۔ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے سیاسی اور دیگر قیدیوں کو عام معافی دینے کا اعلان کیا آپ نے کہا کہ میں نے ایکٹنگ صدر غلام اسحٰق خان کو مشورہ دیا ہے کہ مختلف زمروں کے سیاسی قیدیوں کی سزا معاف یا کم کر دی جائے۔ عام معافی کے حکم کے تحت موت کی تمام سزائیں عمر قید میں بدل دی جائیں گی۔ تمام عورت قیدیوں کو ما سوائے ان کے جو قتل کے جرم میں سزا یاب ہیں رہا کر دیا جائے گا اور ضیاء کی فوجی عدالتوں کی طرف سے دی گئی سزائیں رد کر دی گئی ہیں۔

لاہور کے وکیل اعتزاز احسن کو بھٹو کیبنٹ میں وزیر قانون مقرر کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک ہزار لوگوں کو رہا کر دیا جائے گا کئی ہزار قیدیوں کی سزا کی معیاد کم کر دی جائے گی۔ مارشل لاء کے تحت جو سزائیں ملزموں کی غیر حاضری میں سنائی گئی ہیں رد کر دی گئی ہیں اگرچہ ملزموں کے خلاف اگر کوئی ٹھوس الزام ہوگا تو اس بنیاد پر ان کے خلاف مقدمہ چلے گا اس فیصلہ کے آدھار پر وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے بھائی مرتضیٰ بھٹو کو ۱۹۸۱ء میں ایک ہوائی جہاز کے اغوا کیس میں سنائی گئی سزا رد ہو گئی ہے

روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۴؍دسمبر ۱۹۸۸ء

اخبار بدر کے چندہ میں اضافہ

اخباری کاغذ کی قیمتوں میں اضافہ کے باعث اخبار بدر کے چندہ میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یکم جنوری ۱۹۸۹ء سے اخبار کا سالانہ چندہ اندرون ملک و بیرون ملک درج ذیل شرح سے ہوگا۔ اندرون ملک ۶۰/- روپے سالانہ۔ بیرون ملک بذریعہ ہوائی ڈاک ۵۰۰/-۔ بیرون ملک بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰/- روپے۔ پاکستان کے لئے ۱۵۰/- روپے — احباب کرام سے درخواست ہے کہ نئی شرحوں کے مطابق چندے بھجوائیں۔ اخبار بدر قومی جریدہ ہے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کی توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ ڈالے (مینیجر بدر قادیان)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں

صحف سابقہ میں پیشگوئیاں

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ایک حدیث قدسی میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرمایا۔

"لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"

کہ اگر آپ کا ظہور مقصود نہ ہوتا تو میں اس کائنات کو پیدا نہ کرتا گویا اس کائنات کی تخلیق کا مقصود و مطلوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ظہور تھا۔ اور آپ ہی اس عالم کی پیدائش کا نقطۂ مرکزی ہیں۔

— (۲) —

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارہ میں مختلف مذاہب کی مذہبی کتابوں میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ گویا آپ کل انبیاء کے وہ موعود نبی ہیں جن کی تصدیق کرنے اور جن پر ایمان لانے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے لیا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں انبیاء کے اس عہد کا ان الفاظ میں ذکر آیا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

(سورۃ آل عمران رکوع ۹)

ترجمہ:۔ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب اللہ نے نبیوں کے ذریعہ سے عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں اور پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو۔ اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تمہیں ضرور ہی اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور ضرور ہی اس کی مدد کرنا ہوگا۔ اور فرمایا تھا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے ذمہ داری قبول کرتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا پس تم گواہ رہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں۔

چنانچہ مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں جب ہم پارسی۔ ہندو۔ یہود اور عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان مذاہب کی کتب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارہ میں پیشگوئیاں پاتے ہیں۔ جن میں سے حسب گنجائش بعض پیشگوئیاں درج ذیل ہیں۔

(۳)

پارسی مذہب کی کتاب میں پیشگوئی

پارسی مذہب کی مذہبی کتاب سفرنگ دساتیر مطبوعہ ۱۲۸۰ھ کے صفحہ ۱۸۹ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو اظہر من الشمس ہے۔ فرمایا:۔ (ترجمہ از فارسی)

"جب ایرانیوں کے برے دن آئیں گے اور برے افعال ان سے سرزد ہوں گے تو عرب سے ایک مرد پیدا ہوگا۔ اس کے پیروکاروں میں سے تو ایرانیوں کا تمام تخت و سلطنت تاخت و تاراج ہو جائے گا۔ اور سرکش مغلوب ہو جائیں گے اور ایران کے آتشکدہ اور بتخانہ کی بجائے عرب کی ریگستان میں موجود ایک بیت نو یعنی کعبہ کی طرف نماز پڑھی جائے گی۔"

یہ پیشگوئی بڑی وضاحت کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ترین ذات میں پوری ہو چکی ہے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور ایران میں اس پیشگوئی کے مطابق اسلام غالب آگیا۔ اور پارسی مذہب کے آتشکدے بجھ گئے۔

— (۴) —

ہندو مذہب کی کتابوں میں پیشگوئی

ہمارا وطن ہندوستان بھی رشیوں منیوں اور اوتاروں کا دیش ہے قرآن کریم کی تعلیم اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (سورۃ فاطر) کہ ہر قوم میں نبی مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہا۔

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں بھی متعدد پیشگوئیاں موجود ہیں۔ ہندوؤں کی کتب وید۔ اپنشد اور پرانا تین حصوں میں منقسم ہیں اور ان کتب مقدسہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارہ میں مختلف رنگوں میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔ چنانچہ

(ا) اتھروید میں پیشگوئی:۔

"اے لوگو! باحترام سنو لوگوں میں تعریف والا انسان تعریف کیا جائے گا۔ اسے زمین پر خوش خرام چلنے والے بادشاہ ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں کو اکھاڑ پھینکنے والے بہادروں میں ہم پاتے ہیں۔"

اس پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا انسان پیدا ہوگا جو بہت تعریف کیا جائے گا۔ گویا عربی ترجمہ کے اعتبار سے "محمد" ہوگا اس پر لوگ کثرت سے درود بھیجیں گے۔

(ب) بھوشیہ پران میں مہارشی ویدویاس نے فرمایا ہے جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"عرب کے مشہور ملک کو ملیچھوں نے خراب کر دیا ہے اس ملک عرب میں آریہ دھرم نہیں ہے۔ یہاں پہلے بھی ایک گمراہ شیطان ہوا تھا جسکو میں نے بھسم کر دیا تھا۔ وہ طاقتور دشمن کا بھیجا ہوا پھر آگیا ہے اور ان دشمنوں کی اصلاح کے لئے جس نے تجھ سے برہما کا لقب حاصل کیا ہے وہ معروف و مشہور محامد پشاچوں کی بگڑی بنانے میں مشغول ہے۔ اے راجہ تجھے بے وقوف پشاچوں کے ملک میں نہیں جانا چاہیئے۔ میری مہربانی سے تیرا تزکیہ یہیں ہو جائے گا۔"

(بھوشیہ پران شلوک ۱۰ تا ۲۷)

(ج) مہارشی ویاس نے اس عظیم الشان رسول سے اپنی عقیدت کا ذیل کے الفاظ میں اظہار کیا ہے۔

"ایک ملیچھ یا اجنبی ملک اور زبان کا معلم روحانی اپنے صحابہ کے ساتھ آئے گا اس کا نام محمد ہوگا۔ راجہ (بھوج) نے مہادیو (ملائک سیرت) عرب کے رہنے والے کو آب رود گنگا اور پنچ گویہ سے غسل کرا کے (یعنی تمام گناہوں سے پاک ٹھہرا کر) دلی ارادت سے نذر و نیاز پیش کر کے اس کی تعظیم کی اور کہا کہ میں تیرے حضور میں جھکتا ہوں۔ اے فخر نسل انسانی عرب کے رہنے والے شیطان کے مارنے کے لئے بہت سی طاقت مہیا کرنے والے دشمن ملیچھوں سے محفوظ کئے گئے ہو۔ اے پاک ہستی مطلق اور سرور کامل کے مظہر میں تیرا غلام ہوں مجھ کو اپنے قدموں میں آیا ہوا جانئے۔"

(بھوشیہ پران (مطبوعہ وینکٹیشور پریس بمبئی) پرتی سرگ پرو ۳ کھنڈ ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۵ تا ۲۸)

مذکورہ بالا شلوکوں میں مہارشی ویاس نے نبی عربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نعت خوانی کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ اس پیشگوئی میں حضور کا نام مبارک صاف بتا رہا ہے۔

۲۔ ملک عرب کا آپ کو رہنے والا بتایا (لفظی معنی مردِ مستقل کے ریگزار کے ہیں)

۳۔ آپ کے اصحاب کا ذکر خصوصیت سے کیا شاید ہی دنیا میں کوئی اور ایسا نبی ہوگا جو اس قدر صحابہ اپنے رنگ میں رنگین رکھتا ہو۔

۴۔ وہ گناہوں سے پاک فرشتہ سیرت ہوگا

۵۔ ہندوستان کا راجہ اس سے دلی عقیدت رکھے گا۔

۶۔ آپ کی دشمنوں سے حفاظت ہوگی۔ اور یہ حفاظت غیر معمولی طریق پر ہوگی

۷۔ آپ شیطان اور بت پرستی کو مٹانے والے ہوں گے یا ہر قسم کی بدی کو قلع قمع کرنے والے ہوں گے۔

۸۔ آپ ہستی مطلق اور شر و کمال کے مظہر اتم ہوں گے۔

۹۔ مہرشمی اپنے آپ کو ان کے قدموں میں آیا ہوا ظاہر کرتا ہے۔

۱۰۔ آپ کو پارستی کے ناتھ یا ذر ہستی انسان بتایا۔

اس قدر صاف اور واضح پیشگوئی ہے جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں۔

(۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۹)

کہ یہ لوگ ایک اُمّی نبی اور رسول کی پیروی کرتے ہیں جس کے بارہ میں تورات اور انجیل میں لکھی ہوئی پیشگوئیاں پاتے ہیں۔

چنانچہ جب ہم تورات اور انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئیاں موجود پاتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم تورات اور انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئیاں موجود پاتے ہیں۔ چنانچہ

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اذن الٰہی سے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا۔ تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ لیکن وہ نبی ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔"

(استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ تا ۲۰)

بائبل کی ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک نئے صاحب شریعت نبی کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شریعت نبی تھے آنے والا نبی آپ کے مانند ہوگا۔ پھر یہ کہ سب باتیں جو اسے کہی جائیں گی وہ لوگوں سے بیان کرے گا۔ یہ علامت بھی شریعت نبی کی ہے۔ غیر تشریعی نبی جو پہلی شریعت کا شارح ہوتا ہے۔ اس کے لئے ایسا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ اس کی بعض باتیں ذاتی بھی ہو سکتی ہیں۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ موعود نبی اپنی تعلیم کو خدا کا نام لے کر دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔ اور جو لوگ اس کی تعلیم کو نہ سنیں گے ان کو سزا دی جائے گی۔

پیشگوئی کے یہ تمام اجزاء ثابت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اس پیشگوئی کو پورا کرنے والا نبی دنیا میں کوئی پیدا ہی نہیں ہوا خود حضرت مسیح علیہ السلام بھی اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ثابت ہوتے کیونکہ :-

اوّل :- یہ ایک صاحب شریعت نبی کے متعلق پیشگوئی ہے مگر وہ خود کہتے ہیں کہ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں۔" (متی باب ۵ آیت ۱۷) پس مسیح خود کسی شریعت کے مدعی نہیں۔

دوم :- پیشگوئی میں یہ کہا گیا تھا کہ وہ آنے والا بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ یعنی بنی اسمٰعیل کی قوم سے مگر حضرت مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل سے تھے۔

سوم :- پیشگوئی میں لکھا ہے کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا لیکن انجیل میں کہیں خدا کا کلام دکھائی نہیں دیتا بلکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح ہیں یا ان کے بعض لیکچر اور یا حواریوں کی باتیں۔

چہارم :- پیشگوئی میں ایک نبی کی بشارت دی گئی ہے مگر مسیحی قوم تو حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی نہیں بلکہ خدا کا بیٹا مانتی ہے۔

پنجم :- پیشگوئی میں یہ کہا گیا ہے کہ جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔ اور ساری سچائی کی راہیں اس کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوں گی۔ لیکن حضرت مسیح ساری سچائیاں دنیا کو نہیں بتاتے بلکہ کہتے ہیں۔

"میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گی وہ کہے گی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔" (یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲-۱۳)

غرضیکہ حضرت مسیح علیہ السلام اس پیشگوئی کے مصداق ہرگز قرار نہیں پاتے۔ بلکہ اس کا اطلاق صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے۔ کیونکہ :-

اوّل :- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو اسمٰعیل میں پیدا ہوئے جو بنو اسحٰق کے بھائی تھے

دوم :- آپ نے ہی تشریعی نبی اور مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

"اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا"

(سورۃ مزمل رکوع ۱)

سوم :- پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والا قرآن کریم اوّل تا آخر کلام اللہ ہے اور اس کا نام بھی سورۃ بقرہ رکوع ۹ میں کلام اللہ رکھا گیا ہے۔

چہارم :- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔ یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے متعلق پیشگوئی ہے کہ جب تو آئے گا تو ساری سچائیاں دنیا کو سنائے گا۔ اس لئے دنیا خواہ برا منائے یا اچھا تو کسی کی پرواہ نہ کر اور جو وحی تجھ کی جاتی ہے وہ ساری کی ساری لوگوں کو سنا دے۔

پنجم :- پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام جو اس پر نازل ہوگا۔ وہ خدا کا نام لے کر دنیا کو سنائے گا۔ یہ بات بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں ہی پوری ہوئی۔ کیونکہ قرآن کریم کا ہر باب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتا ہے۔

ششم :- پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ "وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے گا کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا .... تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے حملوں سے بچائے گا۔ اور آپ کی جان کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی لفظاً لفظاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تمام تر شان و شوکت کے وجود میں پوری ہو گئی۔

جبل فاران اور دس ہزار قدوسی

استثناء باب ۳۳ آیت ۲ میں لکھا ہے :-

"اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس کلام میں اپنے تین جلوے بتائے ہیں اول جلوہ سینا کا جو بذات خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرا جلوہ شعیر تھا اور شعیر وہ مقام ہے جس کے آس پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ظاہر ہوئے پس یہ جلوہ حضرت مسیح سے تعلق رکھتا ہے۔ تیسرا جلوہ فاران سے ظاہر ہونا بتایا گیا ہے۔ چنانچہ عربی جغرافیہ نویس ہمیشہ سے ہی مدینہ اور مکہ کے درمیانی علاقہ کا نام فاران رکھتے چلے آئے ہیں۔ اور دس ہزار قدوسی بھی ایک زبردست تاریخی حقیقت ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو آپ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام کا لشکر تھا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے اسلام اور بانی اسلام کے حق میں تمام تر وجود میں پوری ہو گئی۔ (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک منظوم پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک منظوم پیشگوئی کے چند منتخب اشعار پیش ہیں
(ایڈیٹر)

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن — وہ تو اک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار

تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے — جس سے پڑ جائیگی اک دم میں پہاڑوں میں غار

وہ تباہی آئیگی شہروں پہ اور دیہات پر — جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار

ایک دم میں غمکدے ہو جائینگے عشرت کدے — شادیاں کرتے تھے جو بیٹھیں گے ہو کر سوگوار

وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصرِ بریں — پست ہو جائینگے جیسے پست ہو اک جائے غار

ایک ہی گردش سے گھر ہو جائینگے مٹی کا ڈھیر — جس قدر جانیں تلف ہونگی نہیں ان کا شمار

اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں — کام وہ دکھلائیگا جیسے ہتھوڑے سے لوہار

اُس گھڑی شیطاں بھی ہوگا سجدہ کرنے کو کھڑا — دل میں یہ رکھ کر کہ حکمِ سجدہ ہو پھر ایکبار

ہے خدا اس وقت دنیا میں کوئی مامن نہیں — یا اگر ممکن ہو اب سے سوچ لو راہِ فرار

ہے نزدیک تر گھڑی دیکھتا ہوں ہر گھڑی — پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار

تیری طاقت سے جو منکر ہیں انہیں اب کچھ دکھا — پھر بدل دے گلشن و گلزار سے یہ دشتِ خار

میرے آنسو اس غمِ دلسوز سے تھمتے نہیں — دیں کا گھر ویراں ہے اور دُنیا کے ہیں عالی منار

(درثمین)

قیامت خیز زلزلہ سے آدھی روسی ری پبلک آرمینیا کھنڈرات میں بدل گیا
۵۵ ہزار سے زائد افراد ہلاک ایک شہر کے بہت سے علاقے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے

کسی جگہ کوئی کثیر منزلہ عمارت کھڑی نہیں رہ گئی۔ دس دس منزلہ سے زیادہ اونچی عمارتوں والی ایک مکمل کالونی زمین بوس ایک شہر میں آٹھ سکولوں میں سے صرف ایک بچا

ایک سو کول کے ملبہ سے ۵ بچوں کی لاشیں نکالی گئیں آذربائیجان اور جارجیا میں بھی جھٹکے

ماسکو ۸ دسمبر (پی ٹی آئی)۔ اے ایف پی) روس کی ری پبلک آرمینیا میں کل گذشتہ ۸۰ برسوں کا شدید ترین بھونچال آیا۔ جس میں ایک اندازہ کے مطابق کم از کم ۵۰ ہزار اشخاص ہلاک ہو گئے بہت سے شہروں اور دیہات کو بھاری نقصان پہنچا۔ متاثرہ ہونے والے شہروں میں کثیر منزلہ تمام عمارتیں گر گئیں۔ صرف ایک منزلہ مکان کھڑے رہ گئے۔ زیادہ بڑی عمارتیں تو بالکل ملبہ کے ڈھیر بن کر رہ گئیں۔ آرمینیا کی نیوز ایجنسی کے ترجمان نے بتایا کہ نصف ری پبلک کھنڈر بن گئی ہے۔ مسٹر گورباچیف نے اسے ایک بہت بڑی ٹریجڈی قرار دیتے ہوئے اپنا باقی دورہ رد کر دیا۔ اور واپس روس چلے گئے۔ آپ نے نیویارک میں ابھی ایک دن اور ٹھہر کر کیوبا اور پھر برطانیہ جانا تھا۔ ان کا یہ سارا پروگرام منسوخ کر دیا گیا ہے۔ پروگرام منسوخ کرنے کا اعلان روس کے وزیر خارجہ مسٹر شیوردنادزے نے نیویارک میں کیا۔

بدترین تباہی ریڈیو ماسکو کے مطابق زلزلہ کے مرکز سے ۴۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع شہر لینا کن اور سپیروواکن میں ہوئی۔ بھونچال کی شدت ماسکو ریڈیو نے ریکٹر سکیل پر ۶.۹ پوائنٹ بتائی ہے۔ جب کہ آرمینیا کے بھونچال کی شدت ناپنے والے مرکز کے ایک سائنس دان نے بتایا کہ یہ زلزلہ ریکٹر سکیل پر ۱۰ پوائنٹ کا تھا۔ صرف سپیتک شہر بہت بڑے نقصان پر پہنچے ہیں۔ اور تمام سکولوں کی عمارتیں پوری طرح گر گئی ہیں۔

لینا کن جو کہ آرمینیا کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ اور جس کی آبادی ۲۹۰ لاکھ سے زیادہ ہے۔ کا منظر انتہائی المناک بتایا گیا ہے۔ وہاں ۵ منزلہ سے زیادہ تقریباً تمام عمارتیں زمین بوس ہو گئی ہیں۔ جو لوگ زندہ بچے ہیں انہیں اتنا زبردست صدمہ لگا ہے کہ وہ کھوئے سے نظر آتے ہیں۔ اطلاعات میں مزید بتایا گیا ہے کہ ضلع صدر مقام سپیتک میں جو کہ زیریں وادی سے کوئی زیادہ دور نہیں ہے نصف کثیر منزلہ عمارتیں گر گئیں سکولوں کی ۸ عمارتوں میں صرف ایک سالم بچی ہے شہر کی آبادی ۵۰۰۰۰ ہزار تھی لیکن وہاں نسلی فسادات کی وجہ سے جو کہ ری پبلک آذربائیجان سے شرنار تھیوں کا سیلاب امڈ پڑنے کی وجہ سے اسکی آبادی کچھ دنوں سے بہت زیادہ ہو گئی تھی یہ شہر علی طور پر صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ پی ٹی آئی کے مطابق آرمینیا سوویت کے دو شہر پوری طرح تباہ ہو گئے ہیں۔ ایک شہر کی آبادی ۶۰۰۰۰ ہے۔ جبکہ دوسرے کی آبادی ۲۹۰۰۰ ہے۔ زلزلہ میں ہلاک ہونے والوں میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو حالیہ نسلی فسادات سے متاثر ہو کر آذربائیجان کے علاقہ سے ہجرت کر کے آرمینیا میں آ گئے تھے۔

(روزنامہ ہندوستان ٹائمز ۹ دسمبر ۱۹۸۸ء)

بدر کا چندہ

احمدیت کے دائمی مرکز قادیان سے شائع ہونے والا ہفت روزہ بدر اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کی تبلیغی، تربیتی اور تعلیمی ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ بتازہ روح پرور اور بصیرت افروز خطبات جمعہ مکمل صورت میں "بدر" میں شائع ہوتے ہیں۔ علماء کرام کے تحقیقی مضامین کے علاوہ سلسلہ کے جملہ اداروں کی تحریکات، احباب جماعت کے لئے درخواست ہائے دعا اور مقامی جماعتوں کے اجلاسات کی رپورٹیں بھی "بدر" میں ہی شائع ہوتی ہیں۔ گویا مرکزی اداروں سے جماعت کے رابطہ کا بہت کچھ انحصار بدر پر ہے۔ گذشتہ دنوں جب خاکسار نے "بدر" کی ادارت کا چارج لیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کرنے پر حضور انور کا یہ ارشاد موصول ہوا کہ:-

"اللہ تعالیٰ آپ کو ہفت روزہ بدر بہتر رنگ میں نکالنے کی توفیق دے۔ اس کا معیار اور اشاعت ہر پہلو سے پرکشش ہو"

حتی المقدور اس ارشادِ گرامی کی تعمیل کی کوشش کی جا رہی ہے۔ چنانچہ گذشتہ بدر کے دو پرچے کافی ضخامت کے طبع ہوئے ہیں۔ پھر کاغذ کی قیمتوں میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔ ان حالات میں نگران بورڈ بدر کے فیصلے کے مطابق بدر کے سالانہ چندہ کی شرح میں کچھ اضافہ کرنا پڑا ہے۔ جس کی تفصیل محترم مینیجر صاحب بدر کے اعلان میں احباب کرام ملاحظہ فرمائیں۔ جو اسی اشاعت میں طبع ہو رہا ہے۔ یہ اضافہ یکم جنوری ۱۹۸۹ء سے ہوگا۔

احباب کرام سے اس کی تعمیل کے ساتھ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے حضور انور کے ارشاد کے مطابق اخبار کے معیار اور اشاعت کو ہر پہلو سے پرکشش بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ایڈیٹر)

جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان میں زیادہ نشہ آور اشیاء

از محترم محمد ریاض الدین صاحب ناظم مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد

ویسے تو عام طور پر یہ سمجھا جا رہا ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے نظام مصطفیٰ قائم کر کے بہت خدمت اسلام کی ہے لیکن اب یہ انکشافات کئے جا رہے ہیں کہ اس دور میں پاکستان نے زیادہ نشہ استعمال کیا اور خود ان کا گود لیا بچہ حامد حسین بھی HEROIN کا کاروبار کرتا تھا۔

کیسے خبر تھی کہ یہ چراغ مصطفیٰ ؎ جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی تاریکی

اخبار دکن کرانیکل ۲۰ نومبر ۱۹۸۸ء حیدرآباد مندرجہ ذیل سرخی کے تحت لکھا ہے۔ (ترجمہ انگریزی) "ضیاء کے ساتھی نشہ آور اشیاء (Drugs) کا کاروبار کرتے تھے"! نیویارک ۲۰ نومبر (رائٹر) کی خبر ہے کہ:- ایک امریکہ کے رسالہ نے آج یہ ظاہر کیا ہے کہ بعض چوٹی کے پاکستانی افسران فوج کے جو سابقہ صدر پاکستان ضیاء الحق کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے HEROIN اور دوسرے نشہ آور اشیاء کے کاروبار کرتے تھے ...... اس رسالہ میں بعض جنرل ضیاء الحق کے قریبی ساتھیوں کی تفصیل دی گئی ہے جو (Drugs) کے کاروبار میں ملوث تھے جن میں حامد حسین بھی شامل ہیں۔ جو سابقہ صدر پاکستان کے گود لئے بچے تھے۔ اس رسالہ میں یورپ کی پولیس کا بیان دیا گیا ہے کہ ۸۲ء تک پاکستان دنیا کا ۷۰ فیصد اعلیٰ (باقی صفحہ ۲۹ پر)

پنجگانہ نمازوں کی اہمیت و عظمت

از محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

کہتے ہیں المکتوب نصف الملاقات یعنی جب انسان کسی دوست یا رشتہ دار کو خط لکھتا ہے تو گویا وہ اُس سے نصف ملاقات کر لیتا ہے۔ نماز بھی خدا تعالیٰ کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ پس اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے خواہ امن کی حالت ہو یا خوف کی حالت ہو۔ دشمن گولیاں برسا رہا ہو۔ خون پانی کی طرح بہہ رہا ہو پھر بھی اسلام نے یہ فرض قرار دیا ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو مومن اُسی وقت نماز کی ادائیگی کرے البتہ نہایت خطرناک حملہ کی صورت میں وہ نمازیں جو جمع نہیں کی جا سکتیں اُن کو بھی جمع کرنے کا حکم ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر چار نمازیں جمع کی ہیں۔ بیماری اور شدید ضرورت کی حالت میں نماز کی ظاہری شکل میں لچک رکھی گئی ہے۔ اور قدرے تبدیلی جائز ہے۔ لیکن چھوڑنے کی مطلق اجازت نہیں۔ آج کل مسلمانوں میں اس بارہ میں کوتاہی برتی جا رہی ہے جو سراسر موجب خسران و تباہی ہے۔ بعض محض مصروفیت کے عذر سے بعض ناپاکی کے عذر سے تارک الصلوٰۃ بن جاتے ہیں کہتے ہیں خوئے بد را بہانہ بسیار یا پنجابی میں محاورہ ہے۔ من حرامی تے حجتاں ڈھیر۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اگر سر سے پیر تک کسی شخص کے کپڑے پیشاب میں ڈوبے ہوئے ہوں اور اُس کے پاس اور کپڑے نہ ہوں جن کو بدل سکے اور نماز کا وقت آ جائے تو وہ انہی پیشاب آلودہ کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لے اور اگر ننگا ہو تو ننگے جسم کے ساتھ نماز پڑھ لے اور یہ پرواہ نہ کرے کہ اُس کے کپڑے پاک نہیں یا جسم پر کوئی کپڑا نہیں کیونکہ نماز کی اصل غرض یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لیا جائے اور اس طرح اسکی یاد دل میں تازہ کی جائے جس طرح گرمی کے موسم میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد انسان ایک ایک دو دو گھونٹ پانی پیتا رہتا ہے تاکہ اُس کا گلا تر رہے اور اُس کے جسم کو طراوت پہنچتی رہے ..... اسی طرح کفر اور بے ایمانی کی گرمی میں انسانی روح کی تشنگی دور کرنے اور اُسے تروتازگی پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد نماز مقرر کی ہے تاکہ وہ گرمی اُس کی روح کو جھلس نہ دے اور اُس کی روحانی ترقی کو معطل نہ کر دے .... کپڑوں کی پاکیزگی سے دل کی پاکیزگی بہر حال مقدم ہے"

نیز فرمایا:-

"پس نماز با جماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز با جماعت ہی ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں اتنے لوگوں سے ملنے اور مختلف حالات کی جانچ پڑتال کا موقعہ ملا ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میری طبیعت کو ایسا حساس بنایا ہے کہ سو سال کی عمر پانے والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے برے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے جتنا میں محسوس کرتا ہوں۔ اور میں نے اپنے تجربہ میں نماز با جماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی موثر نہیں دیکھی سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز با جماعت ہی ہے .... میرے نزدیک نماز با جماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی میرے نزدیک اُس کی اصلاح کا موقعہ ہاتھ سے نہیں گیا ...... نیکی کے متعلق نماز کے موثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز با جماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بد اعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اُس کے لئے اصلاح کا موقعہ ہے۔ بشرطیکہ نماز با جماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اُس کو اس میں لذت و سرور حاصل ہو۔"

(تحریرات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

اس سال مباہلہ کے عالمی چیلنج کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر خطبات میں پنجگانہ نمازوں کی اہمیت آشکار فرماتے ہوئے اس ضمن میں عائد ہونے والے فرائض منصبی کے بارہ میں خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا آخر پہ میں یہ یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ اس عظیم الشان تاریخی مباہلے کا تعلق جس کا چیلنج تمام احمدیت کی نمائندگی میں اس عاجز نے تمام دنیا کے مکذبین اور مکفرین کو دیا ہے اس کا بہت گہرا تعلق نماز سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین ۲۳ فروری ۱۹۰۶ء کو ایک ایسی رات الہام ہوا جبکہ بادل نہایت زور سے گرج رہے تھے اور خدا تعالیٰ کی ایک رنگ میں بیرونی طور پر قہری تجلی کا نظارہ تھا۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔

"اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں"

(بدر جلد نمبر ۲ شمارہ ۶ - ۹ فروری ۱۹۰۶ء)

پس اگر آپ دنیا کو بیدار کرنے کے لئے اور احمدیت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے ایسا عظیم الشان نشان چاہتے ہیں کہ دنیا قیامت کا نمونہ دیکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے اور سارے اندھیرے جو تکذیب کے پھیلائے جا رہے ہیں وہ سارے چھٹ جائیں جس طرح سورج چڑھتا ہے تو رات کے لئے بھاگنے کے سوا مقدر کوئی نہیں رہتا۔ اُسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں جتنا ظلم پھیلایا جا رہا ہے۔ جتنی تاریکیاں پھیلائی جا رہی ہیں خدا سے ایسا نشان مانگیں جو سورج کی طرح چڑھے اور اُن تاریکیوں کا تار و پود بکھیر کر رکھ دے۔ وہ کیسے حاصل ہوگا؟ ایسا خدا تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے کہ یہ وہ طریق ہے "اٹھو! نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں"۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ ویسے بھی اس صدی کے اختتام پر سب سے زیادہ قابل توجہ امر نماز ہی تھی۔ اور اسکی طرف میں نے متوجہ کرنا تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عجیب تصرف ہے کہ ساتھ ہی چونکہ مباہلے کا چیلنج دے دیا گیا ہے اور ان دونوں کے تعلق کو خود خدا نے رؤیا کے ذریعے بھی مجھے سمجھایا ہے کہ اگر مباہلے کو عظیم الشان طریق پر کامیاب کرنا چاہتے ہو تو جماعت کو نمازوں کی طرف متوجہ کرو اور پھر اس الہام کی طرف بھی توجہ پھیر دی کہ اس کا بھی اس سے تعلق ہے۔ اس لئے میں خصوصیت کے ساتھ جماعت کو پھر تاکید کرتا ہوں کہ اس سال کو بشدت عبادت الٰہی کا سال بنا دیں۔ جو ذکر الٰہی سے معمور ہو اور جس میں ہم خدا کی یاد کی لذتیں پائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔" (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بیتُ الفضل لندن میں عید مِلن پارٹی میں۔ حضُور کے دائیں وانڈس ورتھ کے میئر اور بائیں مسٹر ڈیوڈ ممبر پارلیمنٹ ؎

حضرت امیرالمومنین ایدہُ اللہ تعالےٰ جرمن سکالرز کے سوالوں کے جواب دیتے ہُوئے ؎

سکالرز کا ایک گروپ فوٹو ؎

گیمبیا کی تاریخی مسجد بسا جہاں
سیدنا حضرت امیر المؤمنین نے برِّ اعظم
افریقہ کی اقتصادی ترقی کے لئے
عظیم الشان اعلان فرمایا ؛

چار احمدی بادشاہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین کے ساتھ
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے الہام " بادشاہ تیرے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈیں گے۔" کی منہ بولتی تصویر

بو (سیرالیون) کے چیف پولیس افسر
کی دعوت پر سیدنا حضرت امیر المومنین
ایدہ اللہ تعالےٰ بو پولیس فورس کو
خطاب فرما رہے ہیں ؛

(پہلی قسط)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اُسوۂ عبدِ شکور)

تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن برموقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۸۸ء

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر و ذکر اللہ کثیرًا۔

اس عاجز کی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موضوع پر کچھ عرض کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ آج کی مجلس میں اس وسیع مضمون کے جس پہلو پر کچھ بیان کرنا مقصود ہے اس کا تعلق ہمارے آقا و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ شکر گذاری سے ہے۔ حق یہ ہے کہ جس وجود باوجود، باعث تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے لئے اُسوۂ حسنہ بیان فرمایا اس کی سیرت کا ہر پہلو بدرجہ دلکش اور دلربا ہے۔ سیرت طیبہ کے کسی پہلو پر نظر کی جائے یوں لگتا ہے کہ شاید یہی پہلو ہر اعتبار سے باقی سب صفات سے ممتاز، سب پر غالب اور سیرت مصطفوی کا محور اور مرکزی نقطہ ہے۔ یہ احساس جو سیرت کے ہر طالب علم کو ہوتا ہے اس حقیقت کا غماز ہے کہ سیرت طیبہ میں ایک ایسی جامعیت ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق فاضلہ کی ہر شاخ میں نہ صرف کمال حاصل کیا بلکہ ہر خلق کریم میں غیر معمولی وسعت، گہرائی اور عظمت پیدا فرما کر اسے ایسی رفعتوں اور بلندیوں سے ہمکنار کیا جو چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھیں۔ مکارم اخلاق کی ان بلند و بالا چوٹیوں پر بڑی عظمت اور شان سے فائز ہونے والے ہمارے ہادی کامل رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کامل میں کچھ ایسی صفات بھی ہیں جن کا عکس اخلاق محمدی کے ہر پہلو میں پنہاں نظر آتا ہے اور جگہ جگہ اس صفت کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ شکر گذاری کی صفت بھی یہی کیفیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کا مضمون ہو یا اس کی عبادت کا۔ عاجزی و خاکساری کا بیان ہو یا اپنی ساری استعدادوں کو کلیۃً خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دینے کا۔ حسن محمدی کی ہر صفت کے آئینہ میں شکر گذاری کا وصف بڑی شان سے جھلکتا نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیرت طیبہ کا ایک سرسری مطالعہ بھی اس صداقت کو عیاں کر دیتا ہے کہ محبوب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری اور سپاس گذاری میں بسر ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی صحابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:۔

کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ

جو کچھ قرآن مجید میں مذکور ہے آپ کی ساری زندگی اس کی عملی تفسیر پیش کرتی ہے۔ کس قدر معنی خیز ہے حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ مختصر لیکن جامع جواب! خاص طور پر اس پس منظر میں کہ قرآن مجید کا آغاز ہی الحمد للّٰہ رب العالمین سے ہوتا ہے گویا قرآنی تعلیمات کا خلاصہ حمد باری تعالیٰ میں آجاتا ہے اور عبد الشکور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری حیات طیبہ اسی حمد و شکر کے گرد گھومتی اور اسی مضمون کو کھول کھول کر بیان کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

اظہار شکر کا ہر مضمون ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پوری شان کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ کے اُسوۂ حسنہ کے طفیل ہی نوع بشر کو شکر کے وسیع معانی اور حقیقی مفاہیم سے آگہی نصیب ہوئی۔ تاج العروس میں لکھا ہے کہ شکر تین قسم کا ہے۔

اوّل:۔ شکر بالقلب یعنی نعمتوں کا تصور اور ادراک۔

دوم:۔ شکر باللسان یعنی انعام کرنے والے کی زبان سے تعریف کرنا۔

سوم:۔ شکر بالجوارح یعنی نعمتوں کا مناسب حال استعمال کرنا اور بدلہ دینا۔

نیز لکھا ہے کہ شکر کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ نعمت کرنے والے کی طرف قلبی جھکاؤ۔ اس کی محبت۔ نعمتوں کا اعتراف۔ انعام کرنے والے کی تعریف اور نعمتوں کا صحیح اور پسندیدہ اُمور میں استعمال کرنا۔

تاج العروس ہی میں لکھا ہے کہ شکر کا یہ مفہوم ہے کہ دل میں انعام کرنے والے کی محبت گھر کر جائے سارا جسم اس کی اطاعت میں لگ جائے اور زبان منعم کے ذکر اور تعریف میں چلتی رہے۔ شکر کا ایک مفہوم یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ساری طاقتوں کو انعام کرنے والے کی خدمت میں کلیۃً صرف کر دیا جائے۔

شکر کا ایک باریک مفہوم ایک عارف باللہ نے یوں بیان کیا ہے کہ کسی نعمت کی چمک انسانی نظروں کو خیرہ نہ کرے بلکہ ہر نعمت کے پیچھے انعام کرنے والے کا حسین چہرہ دکھائی دے۔

شکر کے یہ سب لغوی مفاہیم کمال خوبی اور حسن کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ کوئی پہلو تشنہ اور نا تمام نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہر معنی کے اعتبار سے شکر کا حقیقی مفہوم آپ ہی کی سیرت کے پیکر میں دکھائی دیتا ہے۔ حسن سیرت کا شیدائی جوں جوں اس سمندر میں اُترتا چلا جاتا ہے اس پر حقیقت عیاں تر ہوتی چلی جاتی ہے کہ اس بحر ناپیدا کنار کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

شکر اور عبادت میں ایک گہرا ربط اور تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کے شکر کا بہترین اظہار اس کی مخلصانہ عبادت کے ذریعہ ہوتا ہے جس میں کسی دنیاوی مقصد کی ملونی نہ ہو۔ دوسری طرف مخلصانہ عبادت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دل خدا کی ایسی سچی محبت سے معمور نہ ہو جو شکر کے پانی سے سیراب کی گئی ہو۔ یہ دونوں صفات عبدِ شکور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں بیک وقت رونق افروز نظر آتی ہیں۔ صفت عبودیت اور صفت شکر کا حسین ترین امتزاج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں نظر آتا ہے۔ عبودیت کی یہ کیفیت کہ کل بنی نوع انسان میں یہی وہ وجود باوجود ہے جسے خدائے علیم و خبیر نے عبد اللہ کے خطاب سے نوازا۔ کوئی اور نہ تھا جس کی عبودیت کو قبولیت کا یہ پھل لگا ہو۔ صرف ایک ہی عبدِ کامل تھا جس نے عبودیت کی سب راہوں پر چل کر یہ ثابت کر دیا کہ یہی وہ گوہر مقصود ہے جس کی خاطر اس کائنات کو خلعت وجود سے نوازا گیا۔ ایک طرف عبودیت کی یہ کیفیت تو دوسری طرف شکر کا یہ عالم کہ اس میدان میں ہر جہت اور ہر پہلو سے بلندی کی ہر چوٹی کو زیر کیا اور اس شکر بھری زندگی میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانے کی ایسی مسلسل کیفیت کہ اظہار شکر کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہا بلکہ ہر پہلو اپنی مثال آپ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ عبدِ کامل شکر کی ہر منزل کو سر کرنے کی بناء پر عبد شکور کہلایا کہ اس سے زیادہ شکر گذار بندہ چشم فلک نے نہ کبھی دیکھا نہ دیکھ پائے گی۔ لیکن زمان و مکان کی قیود سے بہت بالا اس مکین لامکان کی روحانی پرواز کا یہ عالم تھا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان مقامات پر فائز ہو کر ایک لحظہ کے لئے بھی رکے نہیں بلکہ آپ کا قدم مبارک قرب الٰہی کی ان مبارک راہوں پر پورے استقلال اور ثبات سے ہمیشہ آگے سے آگے اُٹھتا رہا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی ان راہوں کے سنگ ہائے میل نصب کر کے معیار قائم فرماتے اور خود ہی ان معیاروں سے بہت آگے مکارم اخلاق کی بلند و بالا نئی سے نئی چوٹیوں کی نشاندہی فرماتے اور لطف یہ کہ ان نئی چوٹیوں پر سب سے پہلے پھر آپ ہی کے مبارک قدموں کے نشانات نظر آتے ہیں۔ اس مبارک اسوہ کو دیکھ کر ایک مومن کا دل بے اختیار اس نور مجسم پہ سو

جان سے فدا ہونے لگتا ہے۔

محبوب کبریا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میدان میں ایمان افروز کیفیت کا کچھ اندازہ آپ کے اس معمول سے کیا جا سکتا ہے کہ دن بھر ایسا بھرپور وقت گزارنے کے بعد جس کا ایک ایک لمحہ احکام خدا وندی کی بجا آوری میں صرف ہوتا تھا رات پڑنے پر جب آپ چند گھڑیوں کے لئے بستر پہ دراز ہوتے تو حالت نیند میں بھی قلب مبارک ذکر و شکر باری تعالیٰ میں مصروف رہتا۔ جیسا کہ فرمایا۔

تنام عینی ولا ینام قلبی

کہ آنکھ تو چند گھڑیوں کے لئے آرام کر لیتی ہے لیکن دل ایک گھڑی بھی غفلت کا شکار نہیں ہوتا اور ابھی رات نصف منزل تک پہنچی ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز یہ صاحب قلب اطہر پھر اپنے پیارے رب کے حضور حمد و ثناء کے ترانے گاتا ہوا نظر آتا ہے۔ دل خدا کی یاد سے معمور ہے تو جسم بھی اس میدان میں کچھ کم مستعد نہیں۔ دونوں کی ایمان افروز مسابقت کا نتیجہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ

قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

کہ اس دنیا میں اگرچہ مجھے اور بھی کچھ چیزیں مرغوب اور پسندیدہ ہیں جو میرے لئے جسمانی راحت اور سکون کا موجب ہیں لیکن جس چیز سے مجھے آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک اور میری روح کو تسکین نصیب ہوتی ہے وہ نماز ہے۔

وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر و شکر سے لبریز عبادت کی کیفیت کا بیان ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے احسانوں کے شکر میں آپ کی عبادت کا ایک عجیب نرالا انداز تھا محبت ایسا جوش مارتی کہ رنگ ہی اور ہو جاتا۔ کس کا دل نہیں چاہتا کہ رات کو چند گھڑیوں کے لئے آرام کرے لیکن وفور محبت اور فدائیت کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ عبد شکور رات کی تاریکی میں جب سب محو آرام ہوتے اپنے رب کے آستانہ پر آ جاتا۔ دونوں ہی راحت و سکون حاصل کر رہے۔ کوئی بستر پہ دراز رہ کر اور کوئی اپنے پروردگار کی عبادت میں کھڑے ہو کر۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات جو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ کو اپنے بستر پہ نہ پایا۔ میں گھبرائی۔ تلاش شروع کی تو دیکھا کہ آپ باہر صحن میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں اور بڑے درد سے عرض کر رہے ہیں۔

اللّٰھم سجد لک روحی وجنانی

مولیٰ میں اپنا سب کچھ لے کر تیرے آستانہ پر آ گیا ہوں۔

خدائے واحد کا یہ عاشق صادق جب وفور محبت سے اپنے مولیٰ کی جناب میں حاضر ہوتا تو اس کی کیفیت کچھ ایسی ہوتی کہ دیکھنے والوں کے لئے اس کو لفظوں کے پیرائے میں بیان کرنا ممکن نہ ہوتا۔ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی راز دار حیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول پاک کی نمازوں میں کیا کیفیت ہوا کرتی تھی۔ اظہار بیان پر خوب قدرت رکھنے والی اس محرم راز کو اظہار حقیقت کے لئے کوئی الفاظ نہ مل سکے آپ نے فرمایا:۔

لا تسئل عن حسنھن وطولھن

گویا یہ اعلان اور اقرار تھا اس بات کا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر و شکر سے معمور اور مزین نمازوں کی کیفیت کا کچھ اندازہ تو کیا جا سکتا ہے لیکن بیان کے لئے کوئی پیرایہ نظر آتا نہیں۔ اظہار کا۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو دنیا و مافیہا سے کلیتہً بے نیاز ہو کر اس قدر استغراق اور انہماک سے نماز ادا کرتے کہ کسی اور چیز کا خیال تک نہ رہتا۔ نہ وقت کا نہ جسم کی کسی کمزوری کا اور نہ اپنے آرام و سکون کا۔ خدائے واحد کی محبت اور اس کی نعمتوں پر شکر کی کیفیت اس طرح ابل ابل کر قلب صافی سے بہنے لگتی کہ دیکھنے والے اس منظر کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتے۔ ایسے ہی ایک موقع کی روایت آتی ہے کہ

صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ اتتکلف ھذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال افلا اکون عبدًا شکورًا (ترمذی)

راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اس قدر لمبا قیام فرمایا کہ آپ کے دونوں قدم متورم ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی مغفرت فرما دی ہے پھر آپ اتنی تکلیف اور مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو کیا میں اپنے رب کا بہت شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

کس قدر عظمت اور گہرائی ہے ہمارے آقائے نامدار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دلربا جواب میں! نعمتوں کا ذکر آیا اور کہنے والوں نے یاد دلایا کہ آپ تو رب العزت کی عظیم ترین نعمت یعنی مغفرت کے مورد ہو چکے ہیں۔ خدا نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ خدا کے ان فضلوں کو سن کر اللہ تعالیٰ کے اس انتہائی شکر گزار بندے کے دل میں حمد و ثناء اور شکر گزاری کا جذبہ اور بھی شدت سے مچلنے لگتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ اگر میرے مولیٰ نے مجھ پر یہ کرم فرمایا ہے تو کیا میرا فرض نہیں بنتا کہ میں بھی اس کا انتہائی شکر گزار بندہ بنوں اور اپنے سر نیاز کو ہمیشہ اس کے آستانہ پر جھکائے رکھوں جس طرح محبت محبت کو جنم دیتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا ادراک اس شاکر دل میں مزید جذبات شکر پیدا کرتا ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم عظیم ترین عارف باللہ تھے۔ موسلا دھار بارش کی طرح نازل ہونے والی نعمائے الٰہی کا کامل ادراک رکھتے تھے اور اس کامل ادراک کے منبع سے پھوٹنے والی حمد و ثناء آپ کی ساری حیات طیبہ کا ایک ایسا مستقل عنوان ہے۔ جو اسوۂ کامل کے ہر باب کی پیشانی پر جلوہ فگن نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مسلسل حمد و ثناء اور ہر بات پر دل کی گہرائی سے اپنے مولیٰ کا شکر ادا کرنا اور اس کے نئے سے نئے انداز اختیار کرنا یہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایسا پہلو ہے جو قدم قدم پر عاشق صادق کی آنکھوں کو خیرہ کرتا چلا جاتا ہے۔ پیارے آقا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی دلربا جواب پر ایک بار پھر نظر ڈال کر دیکھیں۔ کس قدر ایمان افروز منظر نظروں کے سامنے پھر نے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ اپنے مولیٰ کی جناب میں کھڑا ہے۔ اس کی روح بارگاہ وحدیت میں سجدہ کناں ہے محویت اور فنائیت کا ایسا عالم ہے کہ کسی چیز کا ہوش نہیں۔ جذبات شکر کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جس نے سینۂ صافی میں تلاطم کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ قیام کا عرصہ اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ ضعف بشریت کے تقاضے سر اٹھانے لگتے ہیں۔ پاؤں سوج جاتے ہیں اور دیکھنے والے اس نظارہ کو دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں۔ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں کہ آقا! کچھ تو اپنے نحیف جسم کا خیال فرمائیں۔ اپنے آپ کو اس قدر جسمانی مشقت میں کیوں ڈالتے ہیں؟ آپ پر تو ہر آن خدائے غفور و رحیم کا سایہ ہے۔ اس نے آپ پر مغفرت اور عصمت کی چادر ڈال رکھی ہے۔ آپ کے مقدس دامن پر تو گناہ کا کوئی داغ نہیں جس کی فکر آپ کو دامن گیر ہو سکتی ہو تو پھر یہ درد و الحاح اور اپنی جان پر ظلم کیوں؟ ارشاد ہوتا ہے کہ میں اپنے مولیٰ کے احسانوں اور فضلوں کو خوب جانتا ہوں۔ احساس ندامت یا خوف عقوبت میری اس عبادت کا موجب نہیں بلکہ میں تو اپنے رب کی کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے وفور شوق و محبت سے اس کے آستانہ پر جھکتا ہوں۔ خدا کی نعمتوں کے تصور اور اس کی پیہم عنایات کے شکر نے میرے جسم کو ہی نہیں میری روح کو بھی ہمیشہ کے لئے اس در کا غلام کر دیا ہے چنانچہ اب کسی جبر و اکراہ کے نتیجہ میں نہیں۔ کسی طمع اور لالچ کی مجبوری سے نہیں بلکہ ایک طبعی جوش سے ایک سچی محبت سے اور شکر گزاری کے جذبہ سے میں اس آستانہ پر جھکتا ہوں۔ یہ جھکنا میری روح کی غذا بن گیا ہے۔ شکر گزاری کا ایک مرحلہ بھی پوری طرح طے نہیں ہوتا کہ دوسری نعمت کا تصور مجھ پر غالب آ جاتا ہے اور میرا سر اور میری روح کا ذرہ ذرہ اپنے مولیٰ کی درگاہ میں جھکتا چلا جاتا ہے اور یہ جھکنا کبھی ختم نہیں ہوتا! لاریب دنیا کی ہر شاخ ثمردار نے جھکنے کا یہ سلیقہ ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے۔ (باقی آئندہ)

قسط اوّل

دعویٰ سے پہلے اور دعویٰ کے بعد کی پاکیزہ سیرت

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے انچارج تصنیف جدید قادیان تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلے اور دعویٰ کے بعد کی زندگی کی سیرت کا کچھ حصہ خاکسار اس وقت پیش کر رہا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ حضور کی قریباً ستر سالہ مسعود زندگی سے سیرت کا بیان پینتالیس منٹ میں قطعاً محال ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے تعلق میں ایک معیار اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

قل لو شاء اللہ ما تلوته
علیکم ولا ادراکم به
فقد لبثت فیکم عمراً
من قبله افلا تعقلون
(یونس)

گویا آپ کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی بچپن سے ادھیڑ عمر میں دعویٰ تک بے عیب تھی۔ جبکہ لوگوں کی نظر میں آپ گزشتہ روز تک صدق و امین اور اخلاق فاضلہ میں بے مثال تھے تو یہ کیونکر ممکن ہوا کہ آج اچانک آپ نے اور تم اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہی الہام ہوا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۴۵)

حضور نے مخالفین کو للکارا اور چیلنج دیا کہ

”تم کوئی عیب، افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ کون تم میں ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ دلیل ہے“ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

ہم حضرت مرزا صاحب کے بچپن جوانی اور ادھیڑ عمر کا دعوے سے پہلے جائزہ لیتے ہیں تو یہ اعلیٰ اوصاف نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ دعا۔ غریب جھوٹ اور دنیا سے بے رغبتی بے پناہ عشق الٰہی۔ عشق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق قرآن مجید۔ ان سب کے لئے بخاری عزت۔ عبادت خدمت دین اور خدمت خلق۔ انکسار اور اطاعت والدین میں استغراق عبادت الٰہی کا وفور شوق اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے بچپن میں اپنی ایک ہم عمر بچی کو جس سے بعد میں آپ کی شادی ہوئی کہتے تھے کہ دعا کرو کہ خدا مجھے نماز نصیب کرے

(سیرت مسیح موعود جلد اوّل نمبر دوم)

آپ کی زندگی گوشہ نشینی کی تھی آپ نمازوں کے پابند تھے اور کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے۔ اور اپنے ساتھی یتیم بچوں کو بھی تاکید کرتے تھے جو کھانے میں آپ کے شریک ہوتے تھے۔ آپ ان میں سے بعض کو سبق پڑھا دیتے تھے۔

(حیاۃ احمد صفحہ ۱۹۵)

ایک ہندو کا بیان ہے کہ آپ میرے ہم عمر ہیں۔ آپ کی نیک خصلتیں جو پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں۔ آپ سچے امانت دار اور نیک ہیں۔“ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشر مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے۔ اور اپنے جلوے آپ دکھا رہا ہے!“

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۲۴)

حضور کی تعلیم کے دوران سترہ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد نے جھنڈا سنگھ کے ذریعہ حضور کو کہلوایا کہ ایک انگریز حاکم آیا ہے جس سے اپنی راہ و رسم کی وجہ سے میں کسی اچھے عہدہ پر ملازم کروا سکتا ہوں۔ لیکن آپ نے آکر عرض کی ”میں تو نوکر ہو گیا ہوں (یعنی خدا تعالیٰ کا) یہ سن کر والد صاحب نے کہا کہ اچھا اگر نوکر ہو گئے ہو خیر ہے۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۴۳)

حضور کا اپنی گود میں کھلانے والے ایک بوڑھے ہندو جاٹ نے گواہی دی کہ ہوش سنبھالنے کے وقت سے آپ بڑے نیک رہے۔ شرارت۔ فساد۔ بیہودہ سے دور تھے۔ ایک عجیب پاک زندگی ان کی تھی۔ لیکن ہماری نظروں میں اچھی نہیں تھی۔ اگر ہم نے کہا کہ کھیتی کرو۔ کھاؤ کماؤ۔ کچھ تو کیا کرو۔ لیکن آپ خاموش رہتے۔ والد صاحب میرے ذریعہ آپ کو بلا کر سمجھاتے کہ مجھے بڑا فکر رہتا ہے۔ میں کب تک زندہ رہوں گا۔ بڑے بڑے انگریز حاکم میرا لحاظ کرتے ہیں۔ میں آپ کو ملازم رکھوانے کی سفارش خود جا کر کر سکتا ہوں۔ بار بار کہنے پر آپ جواب دیتے۔ ابا! جو شخص افسروں کے افسر۔ احکم الحاکمین احمد رب العالمین کا ملازم اور فرمانبردار ہو اس کو کسی اور کی ملازمت کی کیا پرواہ ہے۔ ویسے میں آپ کے حکم سے باہر نہیں۔ اس پر والد صاحب خاموش ہو جاتے اور کہتے اچھا بیٹا جاؤ اور اپنی خلوت خانہ میں بیٹھو۔ ان کے جانے کے بعد والد صاحب ہم سے کہتے کہ ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو یہ نیک مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں۔ چالاک آدمیوں کا ہے۔ پھر آبدیدہ ہو کر کہتے کہ جو پاکیزہ حال غلام احمد کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی ہے۔ یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے۔ (تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۰۲)

مقدمات کی پیروی کرنا۔

مارچ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب کی عمر چودہ سال تھی اور آپ کے خاندان کی بھی بقیہ جائیداد ضبط کر لی گئی۔ آپ کے والد صاحب نے اپنے بزرگوں کی یادگار جائیداد واپس لینے کے لئے مقدمات کا ایک وسیع سلسلہ شروع کیا اور چونکہ حضور ملازمت کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ آپ کو ان مقدمات کی پیروی میں مصروف کر دیا۔ ان مقدمات کی کامیابی میں حضور کو بعض خسارہ پہنچا۔ لیکن آپ فطرۃً ان دنیوی مشاغل سے نفرت رکھتے تھے۔ لیکن والد صاحب کی اطاعت دین کا حصہ ہے۔ اس لئے آپ ان کی فرمانبرداری کرتے تھے حالانکہ آپ کو اس سے بے حد تکلیف ہوتی تھی۔ اور اس میں آپ کے قیمتی سترہ سال صرف ہو گئے

والد صاحب بھی اس حقیقت کو سمجھتے تھے اور بسا اوقات کہتے تھے کہ میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیوی باتوں کی طرف رجوع دلاتا ہوں۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے وہ صحیح ہے۔ سچ یہی ہے کہ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔ ان کو فکر تھا کہ کہیں یہ بیٹا اپنے بڑے بھائی کا محتاج رہے گا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۴۲ و کتاب البریہ صفحہ ۱۵۰ وغیرہ و الحکم خاص نمبر بابت ۲۱ مئی جون ۱۹۴۳ء وغیرہ)

مقدمات کی پیروی کے باوجود بھی آپ کی توجہ دعاؤں اور نماز کی طرف ہوتی۔ کچہری میں بھی آپ بروقت اور کمال شوق اور خوبی سے نماز ادا کرتے۔ بعض دفعہ پیشی کے لئے آواز پڑتی لیکن آپ نماز میں مصروف رہتے تھے۔

(حیات النبی جلد اوّل صفحہ ۵۶)

ماسٹر پنڈت دیوی رام نے جو ۱۸۷۵ء تک قادیان میں چار سال تک مقیم رہے بیان کیا کہ مرزا صاحب والد صاحب کی اطاعت کرتے ہوئے لاچار مقدمات کی پیروی کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۸۷)

آپ کو ہار جیت سے کوئی تعلق نہ تھا چنانچہ تاریخ پر جانے سے ایک روز پہلے آپ مسجد اقصیٰ میں اعلان فرماتے کہ میں والد صاحب کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حق کیا ہے۔ سو دعا کرو جو اس کے علم میں حق ہو اس کی تائید اور فتح ہو۔ اور مجھے نجات ملے۔ پھر دیر تک حضور اور حاضرین دعا کرتے۔

(حیات النبی صفحہ ۱۸۶)

لاہور چیف کورٹ میں ایک مقدمہ کی پیشی کے بعد آپ بہت خوش خوش اپنے دوست کے پاس آئے جس کے پاس آپ ٹھہرے تھے۔ اس دوست نے اتنا خوش ہونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ آئندہ اس کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اس دوست کو معلوم تھا کہ اس وجہ سے آپ کے والد صاحب کو اور آپ کو کس قدر نقصان پہنچے گا۔ اس لئے ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ لیکن حضور خوش تھے

(حیات النبی جلد اوّل صفحہ ۵۷)

دنیا داروں کا طریق ہے کہ جس بات کو وہ حق سمجھتے ہیں اس کے لئے سچے جھوٹے ہر طرح کے ثبوت پیش کرتے ہیں۔ لیکن حضور کبھی سچ کا دامن نہیں ترک کرتے تھے۔

آپ کے بڑے بیٹے نے ایک ہندو پر نالش کی کہ اُس نے ہماری زمین پر مکان بنالیا ہے۔ مکان مسمار کیا جائے لیکن مقدمہ کے مرتب کرنے میں ایک بات خلافِ واقعہ تھی جس کے ثابت ہونے سے مقدمہ خارج ہوتا تھا۔ فریقِ مخالف نے آپ کی گواہی رکھوا دی۔ آپ کے بیٹے کے وکیل نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیا بیان دیں گے۔ آپ نے کہا کہ وہی جو بات واقعی اور سچ ہے۔ اس پر وکیل نے کہا کہ پھر آپ کو کچہری جانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں مقدمہ سے دستبردار ہوجاتا ہوں۔ سو آپ نے مالی نقصان کو سہہ جانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے مقدمہ کو خود خراب کردیا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۹۹-۳۰۰)

اسی طرح مسجد اقصیٰ کے متصل جو عمارت دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی ہے اس کے چبوترے کے بارے میں حضور کے بڑے بھائی نے مقدمہ دائر کیا۔ یہ زمین دراصل حضور ہی کے خاندان کی تھی لیکن دیرینہ قبضہ ہندو مالکان کا تھا۔ ان مالکان نے عدالت میں یہ بات پیش کر دی کہ ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اُن کے چھوٹے بھائی مرزا غلام احمد صاحب کی گواہی لی جائے۔ جو کچھ وہ کہیں ہمیں منظور ہے۔ حضور سے گواہی میں پوچھا گیا کہ کیا آپ ان لوگوں کو اس رستہ سے آتے جاتے اور اس پر بیٹھتے عرصہ سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے اسے درست قرار دیا۔ اس پر عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

آپ کے بڑے بھائی صاحب نے اسے اپنی ذلت محسوس کیا اور بہت ناراض ہوئے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ جب امر واقعہ یہی ہے تو میں کس طرح انکار کرسکتا ہوں

(الفضل جلد ۲۴ نمبر ۹۴ صفحہ ۴)

حضور کا مقدمات میں سچ بولنا آپ کے خاندان کے لئے تکلیف کا موجب بنتا تھا۔ اور ناراضگی کا باعث۔ چنانچہ حضرت میاں اللہ یار صاحب ٹھیکدار بیان کرتے ہیں کہ والد ماجد کے مورد ثیوں کے خلاف ایک مقدمہ میں موروثیوں کے کہنے پر مجسٹریٹ نے حضور سے کچھ پوچھا اور آپ کے بیان کے مطابق مقدمہ کا فیصلہ موروثیوں کے حق میں دے دیا۔

آپ کی گواہی اور عدالت کے فیصلہ کی تفصیل آپ ہی سے معلوم ہوئی تو والد صاحب نے آپ کو مُلّاں مُلّاں کہہ کر طعنے دئے۔ اور آپ کو گھر سے نکل جانے کو کہا اور گھر میں تاکید کی کہ انہیں کھانا ہرگز نہ دیا جائے۔ آپ دو تین دن قادیان ہی میں رہے اور وقتاً فوقتاً آپ کو کھانا بھجواتی رہیں۔ لیکن والد صاحب کی مزید ناراضگی کی وجہ سے آپ بٹالہ چلے گئے۔ دو ماہ بعد آپ کے بیمار ہو جانے پر والد صاحب نے آپ کو واپس بلالیا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۱۰۰)

ملازمت

آپ کے والد صاحب چاہتے تھے کہ حضور کوئی دنیوی کام کریں۔ مقدمات کی پیروی کے کام میں آپ کو نو سال ہو چکے تھے۔ والد صاحب کے نزدیک آپ اس میں کامیاب نہیں تھے حضور کو ملازمت کرنے سے بھی نفرت تھی اور حضور اس پر آمادہ نہیں ہوتے تھے تاہم والد صاحب نے اصرار کرکے ۱۸۶۴ء میں جبکہ آپ کی عمر اُنتیس سال کی تھی آپ کو سیالکوٹ میں ضلع کی کچہری میں ملازم کروایا۔

ملازمت کے اس چار سالہ کے قیام میں مصلحتِ الٰہی نظر آتی ہے۔ شہر اور پھر کچہری ضلع کے وسیع علاقہ کے مرکز ہوتے ہیں۔ وہاں ہر قسم کے لوگوں کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے اخلاق و مذہب کو بالائے طاق رکھا ہوا ہے۔ انہیں مال حاصل ہونا چاہیئے خواہ حرام ذریعہ سے ہو یا حلال سے۔ لوگ دنیاوی اغراض اور ذلیل میں مستغرق ہیں۔ ہر قسم کے لوگوں سے واسطہ آپ کو پڑا اور تجربہ حاصل ہوا۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

آپ نے یہ بھی دیکھا کہ عیسائیت کی تبلیغ کس طرح زور پکڑ رہی ہے۔ اس کے مقابلہ کا بھی آپ کو موقعہ ملا۔ نیز عبادت میں منہمک رہنے کا اور قرآن مجید کے گہرے مطالعہ کا اللہ تعالےٰ نے یہ سامان کیا کہ آپ کے اپنے علاقہ سے دور جہاں پہلے آپ کی واقفیت نہ تھی اور وہاں آپ کے خاندان کا اثر بھی نہ تھا۔ غیر جانبدار اعلیٰ طبقہ کے افراد نے نہایت قریب سے آپ کے اخلاقِ فاضلہ کا مطالعہ کیا۔ اس طرح غیر جانبدار گواہ پیدا ہو گئے۔ اور لوگوں نے خارقِ عادت نشانات بھی دیکھے جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں جس سے آپ کا تعلق باللہ ظاہر ہوا۔

تعلق باللہ مثلاً ان امور سے ظاہر ہوا کہ آپ نے اپنے دوست لالہ بھیم سین کو جن کے فرزند بعد میں دہلی میں لاء کالج کے پرنسپل ہو گئے تھے۔ خواب دیکھ کر راجہ تیجا سنگھ کی وفات کی خبر دی۔ جن کو تحصیل بٹالہ میں دیہات سے اس علاقہ کی حکومت کے ملے تھے دو بجے بعد دوپہر انگریز کمشنر امرتسر سے اچانک آ گئے اور انگریز ڈپٹی کمشنر کو انہوں نے ہدایت دی کہ راجہ صاحب کے باغات وغیرہ جائیداد کی جو ضلع سیالکوٹ میں ہیں بہت جلد ضبط تیار کی جائے۔ وہ کل فوت ہو گئے ہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۵۷)

بائیس افراد نے وکالت یا مختاری کا امتحان دیا تھا۔ لالہ جی مذکور کو آپ نے بتایا کہ صرف آپ پاس ہو جائیں گے اور باقی فیل۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(تریاق القلوب صفحہ ۵۷۔ سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۷۹)

سیالکوٹ میں ایک روز ایک چوبارہ میں پندرہ سولہ آدمی سو رہے تھے۔ ٹک ٹک کی آواز شہتیر سے آنے پر آپ نے بار بار ان افراد کو جگایا۔ وہ سمجھتے تھے کہ چوہا ہے۔ کوئی خوف کی بات نہیں اور پھر سو گئے تھے، تب آپ نے ان کو سختی سے اٹھایا اور باہر نکالا اور سب کے نکلنے کے بعد آپ خود باہر نکلے۔ ابھی آپ دوسرے زینہ پر ہی تھے کہ چھت گری۔ اور دوسری چھت کو ساتھ لے کر نیچے جا پڑی اور سب افراد بچ گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۳۶)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر یہ یقین تھا کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

دفتری کام آپ پوری محنت اور توجہ سے سرانجام دینے کے بعد آپ اپنی قیام گاہ پر آ جاتے۔ تو مقدمہ والے زمیندار وہاں بھی آ جاتے۔ تو آپ مالک مکان سے کہتے اور انہیں سمجھا کر واپس بھجوا دیتے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۹۳، ۹۴)

تنخواہ کا اکثر حصہ بیوگان اور محتاجوں پر آپ صرف کر دیتے تھے۔ آپ کے مزاج میں بے نیازی اور اللہ تعالےٰ پر توکل تھا۔ سیالکوٹ میں دفاتر کا سپرنٹنڈنٹ پنڈت سیج رام اسلام کا سخت دشمن تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ چونکہ حضور اس کے ماتحت ملازم ہیں۔ اس لئے آپ مذہبی معاملات میں بھی دَبے رہیں گے وہ اسلام اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نامناسب اعتراض کرتا تو آپ زبردست دلائل سے اسے لاجواب کر دیتے وہ شرافت کو بھی بالائے طاق رکھ دیتا۔ اسکی طرف سے یہ ایذا دہی متواتر چار سال تک جاری رہی۔ اور آپ نے دامنِ صبر تھامے رکھا۔ آپ کے دوست لالہ بھیم سین ہمیشہ مشورہ دیتے تھے کہ آپ کی ترقی اور مستقبل اس سپرنٹنڈنٹ سے وابستہ ہے اس لئے آپ اس کی مخالفانہ کارروائی کو ٹال دیا کریں۔ لیکن حضور کو یہ امر گوارہ نہ تھا کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی بجائے روزگار کا ذریعہ سمجھیں۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۹۶)

آپ دفتر سے واپس آکر اپنی رہائش گاہ کا دروازہ بند کر لیتے۔ بعض نے تجسّس کی کہ آپ کیا کرتے ہیں تو دیکھا کہ آپ مصلّی پر قرآن مجید لئے بیٹھے ہیں اور نہایت عاجزی سے دُعا کر رہے ہیں یا اللہ! تیرا کلام ہے۔ مجھے تو تُو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں

(حیات النبی جلد اوّل نمبر ۲ ص ۹۷)

(باقی آئندہ)

ولادت

محترمہ بیگم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بڑے بیٹے عزیز عبدالرؤف صاحب نیر کو دوسری بچی عطا کی ہے جس کا نام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے "امۃ الودود" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش مرحوم قادیان کی نواسی ہے۔ اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ ۱۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے بچی کے نیک صالح خادمہ دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبدالحمید مومن درویش قادیان)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان

از مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی

"اے صدر پاکستان ضیاء ہوش کرو۔ اور آنکھیں کھولو اور خود پہلے مسلمان بنو۔ ورنہ جس کرسی کو بچانے کے لئے اسلام کے نام سے اور نظام مصطفیٰ قائم کرنے کے نام سے اس قسم کی مکاریاں اور دھوکے بازیاں کر رہے ہو وہ کرسی نہیں بچے گی۔ نہیں بچے گی۔ نہیں بچے گی۔ یہ کرسی ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور تمہارا انجام کھجوے سے بھی بدتر ہوگا"

یہ ہیں وہ الفاظ جو خاکسار نے جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ دسمبر ۱۹۸۴ء کی تقریر میں سابق صدر پاکستان محمد ضیاء الحق کے آرڈیننس ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء پر تبصرہ کرتے ہوئے کہے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب ضیاء الحق فرعون بے سامان بن کر آرڈیننس مذکورہ کے ذریعہ احمدیوں کے مذہبی حقوق چھین چکا تھا۔ اور مظلوم احمدیوں نے جب وفاقی شرعی عدالت کا رخ کیا اور اس سے انصاف چاہا تو اس نام نہاد عدالت شرعی نے احمدیوں پر ظلم کی جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ بھی نکال دی۔ کیونکہ یہ شرعی عدالت بھی ضیاء الحق کی ہی قائم کردہ تھی۔ ملاحظہ فرمائیے وفاقی شرعی عدالت "انصاف کا خون" کرتے ہوئے کیا کہتی ہے۔

"اسلام آباد (بذریعہ رپورٹر) وفاقی شرعی عدالت نے دو سو چھیالیس (۲۴۶) صفحات پر مشتمل ایک فیصلہ میں قادیانیوں کی دائر کردہ درخواست مسترد کردی۔ اور قرار دیا کہ قادیانی آرڈیننس (زیر نظر) کسی بھی طرح قرآن و سنت کے احکام کے منافی نہیں۔ قادیانیوں سے تعلق رکھنے والے بعض افراد نے وفاقی شرعی عدالت سے استدعا کی تھی کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی اور تعزیر سے متعلق آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء میں شامل دفعات کو قرآن و سنت کے خلاف قرار دیا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت نے درخواست کی تفصیل سے سماعت کی۔ عدالت میں دوسری باتوں کے علاوہ جو نکات اٹھائے گئے تھے ان میں یہ سوال بھی شامل تھا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ قطعی طور پر ختم ہو گیا ہے اور وہ آخری پیغمبر تھے۔ جن کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ عدالت نے قرآن و سنت اور سنی و شیعہ دونوں فرقوں کے متفقہ اور نامور مفسرین کی تشریحات اور آراء کو پیش کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے جن کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ عدالت سماعت کے بعد جن نتائج پر پہنچی ہے ان کو قلم بند کرتے ہوئے اس نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں امت مسلمہ کے ایک فرد اور اسلامی شریعت کے پیروکار کے طور پر ظاہر ہوں گے۔ اور یہ کہ مرزا غلام احمد نہ مسیح موعود تھے اور نہ مہدی۔ جو لوگ قرآن پاک کی واضح اور خصوصی آیات کو ان تحریف اور تخمین کے ذریعہ غلط معانی پہناتے ہیں مومن نہیں ہیں۔ اور چونکہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام ناقل) نے بھی کہا تھا لہذا وہ کافر (نعوذ باللہ ناقل) تھا۔ مرزا غلام احمد کی زندگی کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دھوکہ باز اور بے ایمان آدمی تھا (نعوذ باللہ ناقل) جس نے درجہ بدرجہ اور منصوبے کے ساتھ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ خود کو محدث اور بعد میں ظلی اور بروزی نبی اور رسول اور مسیح منوانے کی کوشش کی۔"

(بحوالہ روزنامہ جنگ جلد ۵ نمبر ۱۵۹ ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلہ کے بعد جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹے اور شر انگیز پروپیگنڈہ کی مہم تیز سے تیز تر کر دی گئی۔ اور اس شر انگیز ظالمانہ مہم میں ضیاء الحق کا ہاتھ بٹانے میں علماء کے بعض مخصوص طبقات پیش پیش رہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے جج صاحبان بھی زیادہ تر علماء ہی تھے۔ حکومت پاکستان کی سرپرستی میں جب یہ مظالم طول پکڑ گئے اور ان کا سلسلہ بند ہوتا نظر نہ آیا تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے بے حد غور و فکر اور دعاؤں کے بعد یہ فیصلہ فرمایا کہ تمام مکذبین اور معاندین مسیح موعود علیہ السلام کو قرآنی تعلیم کے مطابق مباہلے کا چیلنج دیا جائے۔ اور اس مباہلہ کو خدائی عدالت میں پیش کر دیا جائے۔ تا خدا ظالموں اور مظلوموں کے درمیان اپنی قہری تجلی سے فرق کر کے دکھا دے۔ چنانچہ دس جون ۱۹۸۸ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صحیح عقائد کو پیش کرتے ہوئے مکذبین کی طرف سے جو غلط عقائد اور بے بنیاد باتیں جماعت احمدیہ اور بانی جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہہ کر بارگاہ خداوندی میں یوں استدعا کی۔

"اے خدا تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذلت و نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کر دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں۔ بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔ اس رنگ میں اس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں مباہلہ میں شریک کسی فریق کے مکر و فریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو۔ اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو تاکہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے .... اور اہل بصیرت پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔ (آمین یا رب العالمین)۔"

ضیاء الحق کو حضرت امام جماعت احمدیہ نے مکذبین اور معاندین کی فہرست میں سب سے اوپر رکھا۔ اور ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ضیاء الحق کا دعوت مباہلہ کو منظور کرنے یا نہ منظور کرنے کا بھی کوئی سوال نہیں۔ مباہلہ کی دعوت کو منظور نہ کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ضیاء الحق اپنے ان ظلموں سے جو اس نے جماعت احمدیہ پر روا رکھے ہوئے ہیں باز آجائے۔ لیکن ضیاء الحق نے اس وارننگ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور جماعت احمدیہ پر اپنے مظالم کو جاری رکھا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ ۱۷ اگست کو اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہو گیا اور اپنے ۳۵ ملٹری کے اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ ہوائی حادثہ کا شکار ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی وہ کرسی ریزہ ریزہ ہو گئی جس پر بیٹھ کر وہ ان ظالمانہ کارروائیوں کو کیا کرتا تھا اور خدا نے ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد

قادیانی علیہ السلام اپنے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود میں سچے تھے۔ اور آپ کی تکذیب کرنے والے ہی جھوٹے تھے۔ کیونکہ:-

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
(مسیح موعود)

جنرل ضیاء کی عبرتناک ہلاکت کے بعد جماعت احمدیہ دہلی نے ۱۸ ستمبر کو جلسہ تشکر منانے کا فیصلہ کیا اور مجھ سے خواہش کی کہ میں بھی اس موقع پر تقریر کروں۔ اس تقریر کی تیاری کے پیش نظر خاکسار نے ایک دفعہ پھر تذکرہ پر بغور نظر دوڑائی تو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزید کچھ الہامات صدر ضیاء اور اس کے مؤیدین کے بارہ میں نظر آئے جنہیں میں ذیل میں درج کر رہا ہوں۔

۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک جھوٹا مقدمہ پولیس نے بنایا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے حضور کو بتایا کہ ایسی کوشش کرنے والے نامراد رہیں گے۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل الہامات ہوئے یہ الہامات ۱۸۹۹ء میں ہوئے۔

"اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اَنْتَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا۔ وَاَنْتَ مَعِیْ یَا اِبْرَاھِیْمُ۔ یَاْتِیْکَ نُصْرَتِیْ۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ۔ یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَاءَکِ۔ غِیْضَ الْمَاءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ اِنَّا تَجَالَدْنَا فَانْقَطَعَ الْعَدُوُّ وَاَسْبَابُہٗ۔ وَیْلٌ لَّھُمْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ۔ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ وَیُوْثَقُ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْاَبْرَارِ وَاِنَّہٗ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ۔ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ۔ اِنَّہٗ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ وَاِنَّہٗ فَتْحٌ عَظِیْمٌ"

(تذکرہ صفحہ ۳۴۳ طبع ثانی)

ترجمہ:- خدا تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور تو پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور تو میرے ساتھ ہے اے ابراہیم۔ میری مدد تجھے پہنچے گی۔ میں رحمان ہوں۔ اے زمین اپنے پانی کو نگل جا۔ یعنی خلاف واقع اور فتنہ انگیز شکایتوں کو جو زمین پر پھیلائی گئی ہیں نگل جا۔ پانی خشک ہو گیا اور بات کا فیصلہ ہوا۔ تجھ پر سلامتی ہے یہ رب رحیم نے فرمایا اور اے ظالمو آج تم الگ ہو جاؤ ہم نے دشمن کو مغلوب کیا۔ اور اس کے تمام اسباب کاٹ دیئے۔ ان پر واویلا ہے کیسے افتراء کرتے ہیں۔ ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور خدا نیکوں کے ساتھ ہو گا وہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ مونہہ بگڑیں گے۔ خدا کا یہ نشان ہے اور فتح عظیم ہے۔

یہ الہامات اس وقت بھی پورے ہوئے جب حضرت مسیح موعودؑ پر فوجداری مقدمہ دائر کیا گیا اور آپ پر ظلم کیا گیا اور آج پھر بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے جب ایک ظالم نے جماعت احمدیہ پر انتہائی ظلم کیا۔ اس ظالم کے بارہ میں ان الہامات میں بتایا گیا کہ وہ اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور خدا نیکوں کے ساتھ ہو گا۔ اور وہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ اس کے بعد یہ الہام درج ہے کہ شاہت الوجوہ (مونہہ بگڑ جائیں گے۔)

شاہت الوجوہ کا الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۲۹ اگست ۱۹۰۵ء کو دوسری مرتبہ ہوا۔ چنانچہ تذکرہ طبع دوئم کے صفحہ ۵۵۵ پر لکھا ہے

"دیکھا ایک شخص سامنے کھڑا ہے ...... اس نے لکھا شاہت الوجوہ فرمایا اس کے معنی ہیں دشمنوں کے مونہہ کالے ہو گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی عظیم الشان نشان کے ذریعہ دشمنوں کو روسیاہ کرنا چاہتا ہے۔"

چنانچہ اس حادثہ کے رونما ہونے پر ہوائی جہاز کی ٹینکیاں جو پیٹرول سے بھری ہوئی تھیں پھٹ گئیں۔ پیٹرول میں آگ لگ گئی اور حادثہ کا شکار ہونے والے اکثر افراد اس آگ میں جل گئے۔ اور وہ صرف روسیاہ ہی نہیں ہوئے بلکہ جلنے کی وجہ سے سچ مچ ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔

مشہور مضمون نگار جمنا داس اختر لکھتے ہیں کہ کراچی سے شائع ہونے والے روزنامہ ڈیلی نیوز میں ایک ماہر اختر ہادی نے لکھا ہے کہ

"جس امریکی ہوائی جہاز کی تباہی ہوئی اسے تمام دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہو جائے ...... معتبر ذرائع کے مطابق دھماکے کے بعد یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بری طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ کہا گیا کہ جنرل ضیاء کی لاش ان کے دانتوں کے ڈاکٹر نے ان کے دانتوں کے جبڑے کو دیکھ کر پہچانی۔ جنرل ضیاء نے وصیت کر رکھی تھی کہ مرنے کے بعد اُن کی آنکھیں دان کر دی جائیں لیکن آنکھیں تک جل گئی تھیں۔"

(روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۸ نومبر ۱۹۸۸ء)

پھر ۱۹ مئی ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔

"اِنَّا نَعْلَمُ الْاَمْرَ وَاِنَّا عَالِمُوْنَ۔ سَنُبْدِی الْاَمْرَ وَنَنْسِفُ نَسْفًا"

(تذکرہ طبع دوئم صفحہ ۳۴۵)

اس کا ترجمہ یہ ہے ہم اصل بات جانتے ہیں اور بے شک ہم جاننے والے ہیں۔ وہ بات عنقریب ظاہر کر دی جائے گی۔ اور یقیناً ہم ذرہ ذرہ کر کے اُڑا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ضیاء الحق اور اس کے ساتھیوں کو جس طرح ذرہ ذرہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُڑا دیا ہے یہ بھی تاریخ کا ایک عظیم سانحہ ہے۔ جمنا داس صاحب اختر لکھتے ہیں:-

"اسلام کی روایت کے مطابق دفن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ لیکن جنرل ضیاء کا "تابوت" یہ رسم پوری کرنے کے لئے ان کے نزدیکی رشتہ داروں کے سامنے کھولا نہیں گیا۔ بلکہ اسی طرح سے اُسے دفن کر دیا گیا ...... اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دفنایا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اسے دیکھا جائے۔ یہ بات کہ لاش کے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وہ بری طرح جل گئے تھے اس بات کا ثبوت ہے کہ دھماکہ اتنا طاقتور تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔"

(روزنامہ ہند سماچار ۸ نومبر ۱۹۸۸ء)

شاہت الوجوہ کے بعد یہ الہام درج ہے۔

"اِنَّہٗ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ وَاِنَّہٗ فَتْحٌ عَظِیْمٌ"

یہ خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور یہ فتح عظیم ہے۔

پس اس حادثے کے ذریعہ خدا کا ایک نشان ظاہر ہوا۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ظاہر ہوئی اور جماعت احمدیہ کے لئے عظیم فتح ہوئی۔ فالحمد للہ حمداً کثیرا۔

اسی طرح تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۵۳۴ پر حسب ذیل عبارت بھی نہایت ہی غور کے قابل ہے لکھا ہے

"اور پھر فرمایا میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اس طرح وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کر دوں گا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب خطاء پر تھے اور پھر فرمایا میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلانے کے لئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنی اس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں مشغول ہوں گے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے تب میں اس نشان کو ظاہر کر دوں گا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی۔ تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہو گا۔"

چیلنج مباہلہ کا پس منظر - اور - اس کے عظیم الشان نتائج

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

مُباہلہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ بَہَلَ ہے۔ اس کے معنی ترک کرنا۔ آزاد چھوڑ دینا اور لعنت ڈالنا ہیں جب باب مفاعلہ سے یہ فعل بنایا جائے تو اس کے معنی دو فریقوں کا ایک دوسرے پر لعنت ڈالنا ہوتے ہیں گویا انہوں نے اپنے بحث و مباحثہ کو چھوڑ کر اپنا معاملہ خدا کی عدالت میں پیش کر دیا کہ اب خدا اس رنگ میں فیصلہ کرے کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا لعنت کی مار مارے اور اسی رُوٹ سے اِبتِہال بھی نکلا ہے جس کے معنی عاجزی کرنا اور جوش سے دُعا کرنا ہے یعنی خدا کی عدالت میں معاملہ پیش ہونے کے بعد پھر اس کے لئے خدا کے حضور اپنے پورے جوش سے دُعا کرنا ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دو گروہوں میں سے ایک فریق پر اتمام حجت ہو جاتی ہے اور پھر بھی وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی نہیں چھوڑتا تو آخرکار پھر یہی ایک طریق رہ جاتا ہے کہ دونوں فریق مل کر اپنا معاملہ خدا کی عدالت میں لے جائیں۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں سے جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مباحثہ ہوا اور ہر طرح اُن پر اتمام حجت ہو چکی تو وہ لوگ پھر بھی اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ :-

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ٥ (آل عمران ع ۶)

یعنی اب جو شخص تیرے پاس علم الٰہی کے آچکنے کے بعد تجھ سے اس کے متعلق بحث کرے تو تو اُسے کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو۔ اور ہم اپنے نفوس کو اور تم اپنے نفوس کو پھر گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالیں۔

اس ارشادِ ربانی کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن عیسائیوں کو دعوتِ مُباہلہ دی۔ اور اس یقین کے ساتھ دی کہ اگر یہ مباہلہ کریں گے تو ایک سال کے اندر اندر تباہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا۔

لَمَا حَالَ الْحَوْلُ عَلَى النَّصَارٰى كُلِّهِمْ حَتّٰى يَهْلِكُوْا۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۷۵)

مگر نجران کے عیسائیوں کو اس مباہلہ کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ بھاگ گئے۔ پس یہ پہلا مباہلہ تھا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق اور آپؐ کی سنت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر بھی معلوم ہوتا ہے کہ فریقین کے دعائے مباہلہ کو تسلیم کر لینے کے بعد ایک سال کے اندر اندر اس کا غیر معمولی نتیجہ ظاہر ہوتا ہے جو سچے اور جھوٹے میں نمایاں امتیاز کر دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طریقِ مبارک کے مطابق آپؐ کے روحانی فرزند جلیل حضرت امام مہدی علیہ السلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف علماء مکذبین و مکفرین پر پہلے تو دلائل و براہین سے اتمام حجت کر دی۔ لیکن پھر بھی وہ تکفیر و تکذیب اور غلط فہمیاں اور جھوٹے الزامات پھیلانے سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کے اشارہ سے ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو آپؑ نے ان ائمۃ المکفرین کو مباہلہ کی پہلی دعوتِ عام دی۔ اور مباہلہ کے لئے چار ماہ کی مہلت دی۔ جس کے اوّل مخاطب شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور ان کے انکار کی صورت میں شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی تھے۔

(ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۱۲۱-۱۲۳)

یہ دعوت حضورؑ نے فرداً فرداً تمام مکفر علماء کو بھیجی مگر ان میں سے کوئی بھی مردِ میدان نہ بن سکا۔ مولوی عبد الحق صاحب غزنوی نے اگرچہ آمادگی کا اظہار کیا تھا مگر غزنوی خاندان کے اکابر خود گریز کر گئے اور اُن کو بھی منع کر دیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کی آمادگی کو غنیمت جان کر ۲۷ر مئی ۱۸۹۳ء کا دن مباہلہ کے لئے تجویز فرمایا۔ اور امرتسر کی عیدگاہ کو مقامِ مباہلہ مقرر کیا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر اتمام حجت کے لئے اشتہار شائع کیا کہ اگر وہ اس تاریخ کو شامل مباہلہ نہ ہوئے تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے فتویٰ تکفیر سے رجوع کر لیا ہے۔ اس پر وہ مجبوراً چند شرائط رکھ کر وہاں پہنچے مگر وہی فرسودہ باتیں دہراتے ہوئے حضورؑ کے خلاف گالیوں بھرا وعظ کرنے لگے۔ جو شرائط کے خلاف تھا مگر مباہلہ ہو گزرا۔ جب حضور علیہ السلام نے یہ گریہ دیکھا تو خود ہی عبد الحق صاحب غزنوی کے ساتھ مباہلہ کے لئے کھڑے ہو گئے حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ ایسے دردناک پیرایہ میں دُعا کے الفاظ دہرائے کہ عیدگاہ آہ و فغاں سے میدانِ حشر کا نمونہ بن گئی۔ اس مباہلہ میں حضورؑ نے مولوی عبد الحق صاحب غزنوی کے خلاف کوئی بددُعا نہیں کی بلکہ صرف اپنے متعلق یہ دُعا کی کہ اگر میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھے ہلاک کر دے۔ اور پھر اپنے اعتقادات پر ایک زبردست اور مؤثر تقریر فرمائی۔ آپؑ کی یہ تقریر اس قدر اثر انگیز تھی کہ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کے ایک شاگرد منشی محمد یعقوب صاحب کی چیخیں نکل گئیں اور وہ نہایت والہانہ انداز میں ہاتھ پھیلائے حضورؑ کے قدموں میں جا گرے اور پھر مجمع میں بیعت کر لی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مباہلہ اور تقریر کا یہ فوری اور شیریں ثمر تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان۔

اس کے بعد ۱۸۹۶ء میں حضور علیہ السلام نے مخالف علماء اور سجادہ نشینوں کو دوبارہ مباہلے کی دعوت دی اور اس دعوت کے ساتھ حضور علیہ السلام نے مباہلہ کے الفاظ بھی از خود لکھ دیئے چنانچہ فرمایا :-

" تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لے کر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا۔ اور دُعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں نے ان کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ اور اس سے رہائی عطا نہ کر جب تک کہ موت آجائے تا میری ذلت ظاہر ہو۔ اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے علیم و خبیر! اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں تیرے ہی الہام ہیں اور تیرے منہ کی باتیں ہیں تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دُکھ کی مار میں مبتلا کر کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگِ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔ اور جب میں

یہ دعا کرچکوں تو دونوں فریق کہیں آمین۔ الہامی

فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کے لئے حاضر ہو جناب الٰہی میں یہ دعا کرے کہ اے خدائے علیم و خبیر ہم اس شخص کو جس کا نام غلام احمد ہے درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر جانتے ہیں۔ پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر اور بے دین ہے اور اس کے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افتراء ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنے سے امن میں آجائیں اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہامات تیرے ہی منہ کی باتیں ہیں تو ہم پر جو اس کو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔ اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں کہ آمین‘‘۔

(انجام آتھم صفحہ ۶۵۔۶۶ طبع اول)

اس کے ساتھ ہی حضور علیہ السلام نے یہ شرط بھی درج فرمائی کہ:۔

’’میری بددعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جاوے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی نہ کسی بلا میں گرفتار ہو جاویں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا۔ اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار۔ اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائیگا‘‘

(انجام آتھم صفحہ ۶۶)

حضور علیہ السلام نے یہ دعوت مباہلہ چھپوا کر تمام مشہور علماء اور سجادہ نشینوں کو بذریعہ رجسٹری ارسال فرمائی۔ اور آسانی کے لئے یہ تجویز بھی رکھی کہ ان میں سے ہر شخص اپنے ہاں بیٹھے بٹھائے بھی اشتہارات کے ذریعے سے بھی مباہلہ کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس درجہ سہولت کے باوجود کسی نے بھی اس بات کو قبول نہ کیا اور قرآنی ارشاد وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ (یعنی اپنے اعمال کی وجہ سے وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کرسکیں گے) کے مطابق وہ موت کی تمنا نہ کر سکے البتہ اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف اور حضرت پیر صاحب العلم سندھ کے، ان دونوں بزرگوں نے حضور کی صداقت کی گواہی دی۔

لیکن مسیح محمدی کے قلم سے نکلے ہوئے مذکورہ الفاظ بے اثر نہیں گئے۔ اگرچہ مباہلہ کی نوبت نہ آئی مگر مخالف علماء کو اس کی پاداش میں ان سزاؤں میں سے جو حضور علیہ السلام نے دعائے مباہلہ میں بیان فرمائی تھیں کسی نہ کسی سزا کو بھگتنا پڑا چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی پہلے اندھے ہوئے پھر سانپ کے ڈسنے سے مرے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب اور مولوی محمد صاحب لدھیانوی جو مشہور مکفرین میں سے تھے صرف تیرہ۱۳ دن کے وقفہ سے یکے بعد دیگرے اس جہان سے کوچ کر گئے۔ اور ان کا پورا خاندان اجڑ گیا۔ مولوی سعد اللہ نومسلم اور مولوی محمد علی بوپڑی طاعون کا شکار ہوئے۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب ’’فتح رحمانی‘‘ صفحہ ۲۶-۲۷ میں آپ کے خلاف بددعا کی تھی، وہ کتاب کی اشاعت سے قبل ہی لقمہ اجل بن گئے۔ اور معاندین و مکفرین میں سے اکثر حضور ہی کی زندگی میں تباہ و برباد ہوئے۔ اور ۱۹۰۶ء تک ان مخالفین کی اکثریت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور جو زندہ تھے وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار تھے جن کا ذکر حضور علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی طبع اول کے صفحہ ۲۲۷ تا ۲۳۰ میں فرمایا ہے:۔

سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ہی کے غلام اور امتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسی طریق پر جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہمام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حکومت پاکستان کی طرف سے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی سرکردگی میں جماعت احمدیہ کے خلاف کذب و افتراء اور بہتان تراشیوں کا جو پلندہ قرطاس ابیض (WHITE PAPER) کی صورت میں شائع کیا تھا اس کا مفصل، مدلل اور مسکت جواب دے کر اتمام حجت کے تمام تقاضوں کو پورا کر دیا۔ اور جب مکفرین و مکذبین ائمۃ الکفر کی شوخیاں، شرارتیں اور ایذا رسانیاں تمام اخلاقی حدود کو پار کر گئیں تو اب اس معاملہ کو آخر کار آپ سنت نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عدالت میں لے گئے ہیں اور اپنی جماعت کے ہر ہر فرد کی طرف سے مکفرین و مکذبین کو کھلا چیلنج مورخہ ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو دعوت مباہلہ کی صورت میں دیا ہے۔ جس کا متن بدر کی اشاعتوں میں بھی شائع ہو چکا ہے اس چیلنج مباہلہ سے مخالفین و معاندین میں ایک کھلبلی مچ گئی ہے۔ اور وہ بوکھلاہٹ میں دہشت زدہ ہو کر مختلف لایعنی قسم کی شرائط اور عذروں سے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ ابتہال کے معنوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں خدا کی عدالت میں انتہائی سنجیدگی کے ساتھ گڑگڑا کر دعائیں کرنی چاہئیں لیکن اس کے برعکس یہ خود غلط قسم کے نام نہاد علماء اس چیلنج مباہلہ کا جواب خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر نہایت شوخی کے ساتھ دے رہے ہیں۔ مگر دوسری طرف خدا تعالیٰ کی تقدیر اپنے کرشمے ظاہر کر رہی ہے جس کے ہیبت ناک نتائج کا نمونہ دنیا دیکھ رہی ہے۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے حضرت امام جماعت احمدیہ نے مورخہ ۱۰ جون ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک مباہلہ کا یہ چیلنج دیا اور ٹھیک ایک ماہ گزرنے پر ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء کو ایک مردہ زندہ ہو کر واپس آگیا یعنی وہ اسلم قریشی جس کے بارے میں حکومت پاکستان اور اس کے زرخرید ملاں یہ جھوٹا واویلا کر رہے تھے کہ اس کو امام جماعت احمدیہ نے اغوا کر کے قتل کروا دیا ہے اور جس کے تعلق میں مولوی منظور چنیوٹی نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر یہ الزام غلط ثابت ہوا تو مجھے سر عام گولی مار دی جائے۔ وہ ایران میں مفرور اور گمنام زندگی گذار کر واپس پاکستان میں نمودار ہو گیا جس سے معاندین احمدیت کے جعل و فریب، کذب و افتراء اور ریشہ دوانیوں اور ملک کے بھولے عوام کو گمراہ کرنے کی سیاسی چالوں کا پردہ فاش ہو گیا ہے۔ اور دشمنوں پر ایک موت وارد ہو گئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

اک مے شمن کو زندہ کر کے
مار دیئے ہیں دشمن سارے

چیلنج مباہلہ کا دوسرا بھیانک نتیجہ چیلنج کے سوا دو ماہ بعد فتنۂ تکفیر کے سرغنہ اور فرعون زمانہ جنرل ضیاء الحق کی ۱۷ راگست ۸۸ء کو عبرتناک ہلاکت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ وہی صدر پاکستان جس نے نظام مصطفیٰ کے قیام کے بلند بانگ وعدے تو بہت کئے لیکن جس کی کاوشیں صرف لفاظی اور نعرہ بازیوں تک ہی محدود رہیں۔ جس نے مسلمان تو ایک بھی نہیں بنایا البتہ چالیس لاکھ احمدی مسلمانوں کو یک جنبش قلم جبراً غیر مسلم بنانے کی کوشش کی۔ جس نے اسلامی نظام حکومت کی آڑ میں یہ غیر اسلامی سیاہ کارنامہ سرانجام دیا کہ احمدی مسلمانوں کو جبراً نمازوں سے روکا۔ ان کی اذانوں پر پابندی لگا دی۔ کلمہ طیبہ جو اسلام اور مسلمانوں کی روح اور جان ہے اس کے پڑھنے لکھنے اور سینوں پر لگانے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا۔ مسجدوں کو مسجد کہنے سے روک دیا حتیٰ کہ السلام علیکم کے اسلامی شعار کو اختیار کرنا بھی قابل سرزنش گردانا۔ جس نے جماعت احمدیہ پر مظالم کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رکھا اور اس کے لئے اپنے پالتو ملاؤں اور غنڈوں کو بے لگام چھوڑ دیا تھا۔ بدزبانی اور دشنام طرازی سے احمدیوں کے سینوں کو چھلنی کر دیا تھا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے یکم اگست ۸۸ء کو بطور خاص جنرل ضیاء الحق کو دوبارہ اس امر سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ جماعت احمدیہ پر ظلم و ستم ڈھانا چھوڑ دے ورنہ خواہ وہ مباہلہ کا چیلنج قبول کرے یا نہ کرے اب وہ ائمۃ الکفر کا سرغنہ ہونے کی وجہ سے خدا کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ اور ایسا ہی وقوع پذیر ہوا کہ غیر یقینی اور نا قابل فہم حالات میں وہ اپنے لاؤ لشکر سمیت فرعون مصر کی طرح خدا کے غضب کا نشانہ بنا۔

(باقی صفحہ ۴۹ پر)

دعوت الی اللہ کی عظمت و اہمیت

از مکرم محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

چند سال قبل ہندوستان کی مختلف مسلم جماعتوں اور تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے اور اس طرح کم از کم سارے ہندوستان میں ایک تاریخ ساز انقلاب پیدا کرنے کے لئے مجلس مشاورت کے نام سے ایک بہت بڑی جماعت قائم کی گئی۔ اس مجلس کی پہلی تاریخی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس کے صدر ڈاکٹر سید محمود صاحب نے کہا :-

"یہ عزم و ارادہ (قیام مجلس مشاورت) لال قلعہ سے زیادہ مستحکم قطب مینار سے زیادہ بلند تاج محل سے زیادہ خوبصورت اور ملکی وسعت سے زیادہ وسیع ہے اور اس کام کا بیڑا ہم نے اٹھایا ہے۔"

لیکن اس کے چند ہی مہینوں کے بعد ان ہی صاحب صدر نے یہ اعتراف کیا کہ

"افسوس جس جوش و خروش کے ساتھ ہم چلے تھے وہ باقی نہ رہا نہ جماعت رہی، اختلاف خود غرضی اور مفاد پرستی کا شکار ہوگئی بہت سے اختلافات پیدا ہوگئے سخت مایوسی ہوئی دلی صدمہ پہنچا ..... اتنا ضرور کہوں گا کہ مجھے مسلم جماعتوں سے بڑی مایوسی ہوئی۔ (اسی مایوسی اور نا امیدی کے ساتھ موصوف اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ ناقل) کچھ لوگ ہیں جو پارسائی اور تقدس کا چوغہ پہنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو مذہب کے نام پر تباہ و برباد کر رہے ہیں جب تک یہ چیز ختم نہیں ہوگی ہندوستان میں مسلمان متحد نہیں ہوگا"

(ماہنامہ ھدیٰ اردو ڈائجسٹ دہلی اپریل ۱۹۷۵ء)

یہ صرف ایک مثال ہے کہ ان کوششوں اور کاوشوں کے پیچھے کس قسم کا جذبہ کارفرما ہوا کرتا ہے۔ اور ان کا نتیجہ کیا نکلتا رہا ہے۔ گویا کہ مسلمانوں کی بہبودی اور فلاح کے لئے کی گئی تمام کوششیں اور جدوجہد ناکام و نامراد ہی ہوتی رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹی ہوئی اس قسم کی کوششیں ہمیشہ ناکام و نامراد ہی ہوتی رہی ہیں

آخری زمانہ میں جب مسلمان افتراق اور انشقاق کا شکار ہوں گے اور مسلمان ۷۳ فرقوں میں منتشر ہو کر غضب الٰہی اور جہنم کے شکار ہوں گے تو مخبر صادق رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف ایک جماعت کو نجات یافتہ اور اپنے مقصد میں کامیاب قرار دیا ہے۔ اس نجات یافتہ گروہ کی دو علامتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

(۱) — مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ

وہ نجات یافتہ گروہ میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ یعنی آنحضرت کے لائحہ عمل کو اپنانے والا ہوگا

(۲) — وَهِیَ الْجَمَاعَةُ۔

وہ نجات یافتہ فرقہ ایک امام کے ماتحت متحد و متفق اور منظم الجماعت ہوگا۔

اب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے لائحہ عمل کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ۔ (سورۃ یوسف آیت ۱۰۹)

(اے نبی!) تو کہہ دے کہ یہ میرا لائحہ عمل ہے کہ میں دنیا کو دعوت الی اللہ دے رہا ہوں۔ اور جنہوں نے (سچے طور پر) میری پیروی اختیار کی ہے۔ (ان کا بھی یہی لائحہ عمل ہے) میں اور ملا یعنی میرے صحابہ اور پیروکار) بصیرت پر قائم ہیں۔ اور یہ دعوت الی اللہ ایک امام کے پیچھے الجماعت بن کر متحد و متفق ہو کر کی جانی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کے اندر اجتماعیت یکجہتی اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا واحد ذریعہ اعتصام بحبل اللہ قرار دیا تھا۔ اور اس زمانہ میں حبل اللہ سے مراد سوائے خلافت حقہ اسلامیہ کے اور کچھ نہیں۔

چنانچہ سیدنا حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَاِنَّهُمَا حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدُ فَمَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَقَدْ تَمَسَّكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا۔

(ازالۃ الخفاء صـ۲۲)

یعنی میرے بعد تم ابوبکر اور عمر کی (خلافت کی) اقتداء کرو۔ کیونکہ دونوں حبل اللہ (خدا کی رسی) ہیں جس نے ان دونوں کے ساتھ وابستگی اختیار کی اس نے قابل اعتماد چیز کو مضبوطی سے پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنے کی نہیں)۔

چنانچہ آج جماعت احمدیہ اس حبل اللہ یعنی خلافت حقہ اسلامیہ کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے نتیجہ میں باوجود اس کے طوفانی تھپیڑوں کے زد میں آتی رہی اور ایک حکومت کی سطح پر بھی اس کو نیست و نابود کرنے کے لئے بہت ساری کوششیں کی جاتی رہیں۔ لیکن نہایت شاندار رنگ میں شاہراہ اسلام پر نہایت کامیابی سے دعوت الی اللہ کی عالمگیر مہم چلا رہی ہے۔

چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے سامنے دعوت الی اللہ کی عظیم سکیم رکھی اور اس کی اہمیت و عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"اس محاذ پر اعتقادی اور ایمانی لحاظ سے گھپ اندھیرے میں بھٹکنے والی دنیا کو خدا کی طرف بلانے کا کام آپ کو کرنا ہے۔ اس عظیم جہاد کی بنیاد ڈالتے ہوئے ایسے تاریک زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور آپؑ کے آنے کے ساتھ وہ صبح صادق ظہور پذیر ہوئی جس کا وعدہ خدا تعالیٰ کے انبیاء اپنے پاک نوشتوں میں دیتے چلے آئے ہیں۔ اور آپؑ کے آنے کے ساتھ وہ نور آیا جو آسمان سے اترتا اور دلوں کو سکینت و اطمینان بخشتا ہے۔ اور آنکھوں کی بینائی اور قدموں کو ثبات عطا کرتا ہے۔ آپؑ نے بنی نوع انسان کو ان کے خالق و مالک کی طرف بلایا اور بندوں کو اپنے رب تک پہنچانے کے لئے اس سیدھے اور سچے اور صاف راستے کی نشان دہی فرمائی جس کا نام اسلام ہے اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی بصیرت اور معرفت اور عظمت سے بھرپور نشانوں کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال و تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا رسول صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے قدموں میں بیٹھنے سے اور جن کی پیروی کرنے سے اور جن سے محبت رکھنے سے انسان اپنے رب کو پا جاتا ہے اور اسی زندگی میں ہی اس جنت کو حاصل کر لیتا ہے جس کی خواہش ہر دل میں موجزن ہے۔

پس آپ جو خود کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کہتے ہیں اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان روحانی فرزند کے جانثاروں میں شمار کرتے ہیں کیا آپ کو اپنے ان بھائیوں پر رحم نہیں آتا جن کی آنکھیں ابھی تک اس نور کو دیکھنے سے محروم ہیں اور جن کے دل اس کیف سے ناآشنا ہیں اور اس لذت

سے بے خبر ہیں جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں بیٹھنے سے اور آپ کو اپنے دل میں بٹھانے سے ملتی ہے۔ اور کیا آپ کا دل اپنے ان بھائیوں کے لئے درد محسوس نہیں کرتا جو اپنے پیدا کرنے والے رحمان اور رحیم رب سے دور دنیا اور اس کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور جو اپنے رب کی شناخت سے ملنے والی راحت اور آس کے وصل سے حاصل ہونے والے سرور سے محروم ہیں۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کے یہ بھائی بھی ان نعمتوں اور لذتوں سے بہرہ ور ہوں جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ملی ہیں۔ کیا آپ کا یہ فرض نہیں ہے کہ آپ اپنے بھائیوں کو بھی اسی گلشن کی طرف بلائیں جہاں ہر قسم کی راحت اور ہر قسم کا آرام ہے کیا آپ کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ آپ تمام دنیا کے لوگوں کو اسلام کی سیدھی اور سچی راہ کی طرف دعوت کریں۔ اور انہیں بتائیں کہ یہ وہ راہ ہے جس پر چل کر وہ ہر دکھ اور ہر درد اور ہر تکلیف سے نجات پا سکتے ہیں جس کی تمنا ہر دل کو بیقرار رکھتی ہے۔

پس اس موقعہ پر میں آپ سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اپنے بھائیوں کے دکھ اور ان کی تکالیف کو اپنے دل میں محسوس کریں۔ اور انہیں بد عقیدگی اور دہریت کی ظلمت سے نکالنے کے لئے جدوجہد کریں انہیں اس روشنی کی طرف بلانے کے لئے کوشش کریں۔ جس نے آپ کے دلوں کو منور اور آپ کی آنکھوں کو روشن کر دیا ہے۔ اس پر قانع نہ ہو جائیں۔ کہ آپ نے سیدھے راستے کو اختیار کر لیا ہے۔ اور اس بات پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ آپ آرام میں آگئے ہیں بلکہ پورے زور اور اپنی پوری قوت کے ساتھ اپنے بھائیوں کو فلاح اور کامیابی کی طرف جانے والے اس راستہ کی طرف بلائیں یاد رکھیں کہ کوئی خوشی ایسی نہیں جو تنہا منائی جا سکے اور کوئی راحت ایسی نہیں جس سے اکیلے لطف اٹھایا جا سکے۔ پس اپنے بھائیوں کو بھی اس خوشی اور راحت میں حصہ دار بنائیں جو آپ حاصل کر چکے ہیں۔

خدا کرے کہ آپ میری بات پر کان دھرنے والے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ آپ اپنے بھائیوں کے دکھ اور درد کو اپنے دلوں میں محسوس کرنے والے ہوں۔ اور خدا کرے کہ آپ انہیں ان کے رب تک لے جانے والے سیدھے راستے کی طرف بلا کر ان کے مصائب کا ازالہ کرنے والے ہوں۔ میں صرف زبانی تائید اور فرضی اطاعت کا قائل نہیں۔ اگر آپ عہد بیعت میں صادق ہیں تو میرا یہ پیغام سننے کے بعد ہر وہ شخص جس کے کانوں تک یہ آواز پہنچ رہی ہے اُسے لازماً اسلام کا مبلغ بننا پڑیگا اور خود ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنا ہوگا۔ جب تک ہر سال کسی کی دعوت الی اللہ کو خدا تعالیٰ میٹھے پھل عطا نہ کرے نئے نئے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی توفیق نہ بخشے اُسے چین سے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔"

اکناف عالم میں بسنے والے ہزارہا احمدی مرد و زن اور بچگان نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس آواز پر لبیک کہا۔ اور ساری دنیا میں تبلیغ اسلام اور دعوت الی اللہ کا جال پھیلانے میں مصروف ہیں جس کے نہایت شیریں پھل انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی رنگ میں بھی حاصل ہو رہے ہیں۔ اس الٰہی تحریک کے نتیجہ میں ہزاروں ہزار سعید روحوں کو آغوش احمدیت میں آنے کی توفیق مل رہی ہے۔

آج ہم دنیا میں یہ حقیقت دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف مسلمان حکمران اور مسلمانوں کے سرمایہ دار جو اپنی دولت اور سرمایہ کو عیاشی میں پانی کی طرح بہا رہے ہیں تو دوسری طرف ایک غریب اور کمزور جماعت اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نہایت بشاش بشاش دل کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں منہمک ہے۔

انفرادی طور پر داعین الی اللہ پر اس میدان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے افضال واکرام کی جو بارش ہوئی ہے اس کی داستان بھی بہت لمبی ہے۔ اس سلسلہ میں صرف ایک دو مثال ذیل میں درج کرتا ہوں۔

نائیجیریا کے اسٹیٹ ریجن غانا میں ایک ماہ کی خصوصی تبلیغی مہم کے دوران الٰہی تائید و نصرت کے حیرت انگیز ایمان افروز واقعات ظاہر ہوئے۔ ایک احمدی دوست کو اس مہم میں شمولیت سے قبل ہرنیا کی شدید تکلیف تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے وہ داعیان الی اللہ میں شامل ہو کر میدان عمل میں نکل آئے اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب میں دکھایا کہ انہیں آپریشن کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ اور خواب میں ہی انہوں نے دیکھا کہ اُن کا آپریشن مکمل ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد اُنہیں ہرنیا کی جو تکلیف تھی وہ کلیۃً ختم ہو گئی۔ اور وہ مکمل طور پر صحتیاب ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(النصر لندن ۸۸-۴-۱۱)

اسی طرح انڈونیشیا کے ایک احمدی تبلیغ کے دوران پیش آنے والا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

ایک مرتبہ میں اپنی اہلیہ سمیت ایک علاقہ میں تبلیغ کی غرض سے گیا اور خاصی دیر ہو گئی۔ گھر واپسی کے لئے سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر ہم پبلک ٹرانسپورٹ کا انتظار کرنے لگے۔ آدھی رات ہونے کو تھی۔ اس لئے بظاہر امید نہ رہی اور پریشانی لاحق ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس مشکل سے نجات کے لئے دعائیں کیں۔ میری بیوی نے ایک ٹرک کو آتے ہوئے دیکھا اور اشارے سے روکنے کی کوشش کی جو بہت تیز رفتاری سے جا رہا تھا۔ اُس نے کچھ دور جا کر بریک لگا دی اور ہم نے یہی خیال کیا کہ اُس نے کسی اور غرض کے لئے روکا ہوا ہے۔ ہم اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور ٹرک ڈرائیور کو واپس آتے دیکھا اور وہ ہمارے قریب آکر رک گیا۔ اور کہنے لگا کہ میرے دل میں مذہب کے لئے بہت عزت ہے۔ اور جب ایک عورت کو برقعہ میں دیکھا تو یہی خیال کیا کہ یہ مذہبی لوگ ہیں۔ اور اسی لئے ٹرک روک لیا۔ ہمیں ساتھ بٹھالیا۔ پھر راستہ بھر مذہبی معاملات پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اُسے احمدیت سے متعارف کروایا۔ سفر کے اختتام پر ہم نے اُسے ایک جگہ اتار دینے کو کہا۔ لیکن اُس نے اصرار کر کے اپنا سفر ترک کر کے ہمیں مشن ہاؤس پہنچا دیا۔ ہم نے اُس کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اُسے لٹریچر پیش کیا۔

(النصر لندن ۸۸-۴-۷)

اس قسم کے بے شمار واقعات دعوت الی اللہ کے میدان میں رونما ہوتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اس سکیم کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"دعوت الی اللہ کی سکیم ہے اس سے خدا کے فضل سے انفرادی طور پر لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اور بعض جگہ جماعتی طور پر بھی وہ لوگ جو پہلے دعوت الی اللہ جانتے نہیں تھے۔ ان کو دعوت الی اللہ کا طریقہ آگیا اس کا شوق بڑھا۔ لیکن اگر مجالس عاملہ اسے مہینہ میں کم از کم ایک دفعہ اپنے اجنڈے میں شامل رکھتی اور بار بار جائزہ لیتی ساری مجلس عاملہ اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھے اور جائزہ لے کہ اس دور میں ہم نے کتنے احمدیوں کو داعی الی اللہ بنایا ہے۔ کتنے نئے دائروں میں جماعت کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کون سے علاقے تشنے پڑے ہیں۔ کون کون سے گروہ ہیں جن کی طرف توجہ کرنا باقی ہے۔ یہ سارے کام اتنے بڑے ہیں کہ ایک فرد کا کام نہیں یہ بار بار بھول جانے والا کام ہے۔ اس لئے جماعتوں کے لئے ضروری ہے کہ جو نصیحت کی جائے وہ انفرادی طور پر بھی یاد رکھنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن اس سے بڑھ کر جماعتی طور پر یاد رکھنے کی کوشش کی جائے"

(خطبہ فرمودہ ۸۷-۹-۱۱)

نیز حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دعوۃ الی اللہ میں کامیابی کا گر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:- (باقی صفحہ ۹)

خلافتِ رابعہ کی حیرت انگیز برکات

قریشی محمد فضل اللہ نائب مدیر بدر

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اُس نے جماعتِ احمدیہ میں خلافتِ حقہ کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے لے کر اب تک خدائی بشارات کے تحت جماعتِ احمدیہ یکے بعد دیگرے خلافت سے وابستہ ہوتی چلی آرہی ہے ہر خلیفہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا عجیب سلوک نظر آتا ہے اور جوں جوں کسی خلافت کے دَور میں جماعت کو مٹانے کی سازشیں کی گئیں اللہ تعالیٰ کی نصرت نے ایسے ناکام و نامراد کر دیا اور معاندینِ احمدیت جلد یا بدیر ذلت و رسوائی سے دوچار ہوگئے

خلافتِ رابعہ کے بابرکت دَور میں اس مخالفت نے ایک نیا رُوپ اختیار کر لیا اور انفرادی و اجتماعی مخالفت سے بڑھ کر سرکاری سطح پر شدت اختیار کرلی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت اس لحاظ سے منفرد حیثیت رکھتی ہے کہ آپ کی مخالفت کی باگ ڈور ایک ملک کے سربراہ نے خود اپنے ہاتھ میں لی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کی اس رنگ میں تائید فرمائی کہ وہ عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔ اور جماعت کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ جس قدر شدید مخالفت ہوئی اُسی قدر خدا تعالیٰ کی طرف سے زیادہ انعام و اکرام نازل ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ابتدائے خلافت سے ہی شدید مخالفت اور دشمن کی ریشہ دوانیوں سے نپٹنا پڑا۔ اس کے باوجود ان چند سالوں کے مختصر دَور میں جس قدر تعمیری کام ہوئے ہیں وہ بے مثال ہیں۔

خلافتِ رابعہ کا دَور اس لحاظ سے بھی انتہائی اہمیت رکھنے والا ہے کہ ایک طرف چودہویں صدی گزر چکی ہے اور پندرہویں صدی کا آغاز چل رہا ہے۔ اور دوسری طرف احمدیت کی پہلی صدی اختتام کو پہنچ رہی ہے۔ اور انشاء اللہ چند ماہ بعد ہی جماعتِ احمدیہ اپنی دوسری صدی میں سرخروئی کے ساتھ خدا کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے داخل ہونے والی ہے۔

اس امر کو بھی مدِّنظر رکھنا ضروری ہے کہ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے دوسرے سال ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو سخت مخالفت اور معاندین کے ناپاک عزائم کے پیشِ نظر نامساعد حالات میں ربوہ سے ہجرت کرنی پڑی اور مختصر جس قدر قلیل اسباب و افراد کے ساتھ آپ نے تبلیغی، تربیتی، تعمیری اور تنظیمی کام سرانجام دیئے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ آپ کے اس مبارک دَور میں احمدیت کی عظیم الشان ترقیات کو دیکھ کر دشمنوں کی آنکھیں پھٹ گئیں اور حسد کی آگ بھڑک اُٹھی اور سابق صدرِ پاکستان نے علماء کو ساتھ لے کر اپنی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا۔ حتیٰ کہ احمدیوں کو تمام حقوقِ مذہبی و شہری سے محروم کر دیا اور مذہبی آزادی کی بجائے پرسزائیں اور جرمانے عائد کئے گئے ہیں جن کا منہ بولتا ثبوت پاکستان کی عدالتوں اور جیلوں میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن خلافتِ احمدیہ وہ شجرہ طیبہ ہے جسے خدا نے خود اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اسے اُکھاڑنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ان سب مخالفتوں کے باوجود نصرتِ الٰہی کے جلو میں جس رنگ میں پوری جواں مردی، عزم و استقلال، حوصلہ و صبر اور توکل و دُعا کے ساتھ جماعت کی قیادت فرما رہے ہیں وہ تاریخِ احمدیت میں سنہری الفاظ کے ساتھ لکھی جائے گی۔

خلافتِ رابعہ کی سب سے پہلی برکت جماعت کا ایک ہاتھ پر متحد ہونا ہے جس کے ساتھ ہی خوف کی حالت امن و اطمینان میں بدل گئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے خطبہ جمعہ میں بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ

"آئندہ خلافت کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت احمدیہ بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ اب کوئی بدخواہ خلافت کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔"

تمکنتِ دین کے تحت جہاں دینِ متین کی اشاعت ضروری ہے اس کے ساتھ ہی اہلِ دین کی صحیح تربیت بھی انتہائی ضروری ہے۔ اور یہ تبھی انجام پا سکتی ہے جب ایک واجب الاطاعت امام ہو اور وقتاً فوقتاً احبابِ جماعت کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کرتا رہتا ہو۔ اسی امر کو مدِّنظر رکھتے ہوئے حضور نے جو تربیتی خطبات دیئے ہیں ان میں خاص طور پر مندرجہ ذیل امور پر سیر کن بحث فرمائی اور نہایت مؤثر رنگ میں ان کے حُسن و قبح پر روشنی ڈالی۔ مثلاً امانت، دیانت، عفو، صلہ رحمی، عبادت، توبہ، توکل علی اللہ، تعلق باللہ، اعلیٰ اخلاق پر قائم ہونا۔ تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہونا۔ قولِ سدید۔ ازدواجی زندگی کا اعلیٰ تصور۔ پردہ داری۔ صبر و تحمل۔ غیبت اور چغلخوری سے اجتناب۔ حسین اسلامی معاشرہ کا قیام۔ اسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کرنا۔ وقت کا صحیح مصرف۔ لین دین کے مالی معاملات کی درستی۔ نمازوں کی پابندی۔ نمازِ جمعہ کا التزام و احترام۔ قرآنی اُصولوں کو مضبوطی سے پکڑنا۔ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور ایدہ اللہ کی ان کوششوں کو شیریں ثمرات عطا ہو رہے ہیں اور جماعت کا دینی۔ اخلاقی اور روحانی معیار بلند ہوتا جارہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر جماعتِ احمدیہ کے تقویٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں خدا کی قسم کھا کے گواہی دیتا ہوں کہ اگر یہ جماعت متقی نہیں تو دُنیا میں پھر کوئی متقی نہیں ہے آج۔"

غرض بے شمار برکات ہیں جو دن رات جماعتِ احمدیہ کو حاصل ہو رہی ہیں ۱۰ رجون ۱۹۸۲ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور صرف ڈیڑھ ماہ بعد ہی یورپ کے ۹ ممالک کا تاریخ ساز دورہ فرمایا اور اسی دوران سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی سپین میں پہلی مسجد احمدیہ، مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا۔

دوسرا دورہ حضور نے مشرقِ بعید کے چار ممالک سنگاپور۔ آسٹریلیا۔ فجی اور سری لنکا کا فرمایا۔ اس دورے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ خلفائے مسیح موعود علیہ السلام میں سے آپ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے ان ملکوں پر قدم رنجہ فرمایا ہے۔ اسی دورہ کے دوران حضور نے آسٹریلیا میں سڈنی کے قریب بلیک ٹاؤن کے مقام پر احمدیہ مسجد و مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اور اس سنگِ بنیاد کے ساتھ ہی دنیا کے پانچ براعظموں میں جماعتِ احمدیہ کا قیام عمل میں آگیا۔

جماعت کی مساعی کا محاسبہ کرنے اور اسے بہتر بنانے کے لئے حضور نے ہر ملک میں مجلسِ شوریٰ قائم کرنے کا ارشاد فرمایا تاکہ جماعت کا ہر قدم پہلے قدم سے آگے ہو۔ اور سابقہ کارگزاری کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی خامیاں کو دُور کیا جا سکے اور ترقی کی طرف قدم گامزن ہو سکے۔

خلافتِ رابعہ کی عظیم الشان برکات میں سے ایک یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد داعی الی اللہ بن چکا ہے۔ بعض بالفعل اور بعض ابھی دلوں میں تڑپ رکھتے ہیں ——— حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے خلافت سے ہی دعوت الی اللہ کی طرف انتہائی زور دیا ہے۔ تاکہ جہاں جماعت نومبائعین کے لحاظ سے ترقی کرے وہاں پُرانے احبابِ جماعت کی بھی تربیت ہو۔ کیونکہ دعوت الی اللہ کرنے والوں کو پہلے اپنی اصلاح کرنی پڑتی ہے اور اپنے اخلاق و عادات کو سُدھارنا پڑتا ہے، اس لحاظ سے بھی جماعت میں ایک نئی بیداری پیدا ہو چکی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دعوت الی اللہ پر زور دیتے ہوئے حضور انور نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ وہ جو لوگ دُعا کے خط لکھتے ہیں وہ اگر اپنے خطوں میں اس بات کا بھی ذکر کر دیا کریں۔ کہ وہ اللہ کے فضل سے داعی الی اللہ بن چکے ہیں اور انہوں نے دعوۃ الی اللہ کا کام شروع کر دیا ہے تو ان کے خط میرے لئے بہترین نذرانہ ہوں گے۔"

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے برکات خلافت پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنی ایک تقریر میں فرمایا:۔

"خلیفہ جماعت کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں لیکن ایک بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص دعائیں کرنے والا ہے، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں۔"

(برکات خلافت)

ہم میں سے ہر شخص خواہ وہ کسی وجہ سے پریشان ہو، کوئی مشکل درپیش ہو بڑے درد کے ساتھ اپنے آقا کو مخاطب کر کے اس کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ ہم میں سے اکثر اس بات کے گواہ ہیں اور تجربہ رکھتے ہیں کہ خط لکھنے کے ساتھ ہی ان کے قلب کا سارا بوجھ اتر جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے اور مشکل دور ہو جاتی ہے۔ اس وقت کون سا ایسا مذہبی راہنما ہے جو اپنے متبعین کے ساتھ ایسا مشفقانہ سلوک کرتا ہو۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ہمارے خطوط خود بنفس نفیس ملاحظہ فرماتے اور اپنے دستخطوں سے جواب بھجوا کر اپنے خدام کو شادکام فرماتے ہیں۔ پیارے آقا کے خطوط، خطبات اور مختلف مواقع کے پیغامات ہمارے لئے مژدہ جانفزا کی حیثیت رکھتے ہیں۔

خلافت رابعہ کے مبارک دور میں جماعت احمدیہ نے جس سرعت کے ساتھ ترقی کی ہے وہ بعض پہلوؤں کے اعتبار سے نہایت حیرت انگیز اور بے نظیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب تک ۱۱۷ ملکوں میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے بلکہ متعدد ملکوں میں تو ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اور بیعتوں کی تعداد ہر سال گزشتہ سال کی نسبت سے دوگنی ہوتی جا رہی ہے۔ بلکہ ۱۹۸۸ء میں تو تین گنا بڑھ چکی ہے۔

پھر خدمت قرآن کے سلسلہ میں بھی خلافت رابعہ کے مبارک دور میں مثالی کام ہوا ہے۔ مستقبل قریب میں ۵۰ زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت عمل میں آ جائے گی جبکہ ۱۱۷ زبانوں میں قرآن کریم کی چیدہ منتخب آیات کے تراجم کی اشاعت کا منصوبہ بھی زیر تکمیل ہے۔

اسی طرح دنیا کی اہم زبانوں میں بنیادی اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا کام بھی تیزی سے جاری ہے۔

اسی طرح خلافت رابعہ کے مبارک دور میں اب تک جو بابرکت اور عظیم تحریکات ہوئیں ان سے بھی بیشمار برکات وابستہ ہیں۔ ذیل میں ان تحریکات کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:۔

○ تبلیغی و تربیتی و مالی و دیگر امور کے لحاظ سے منصوبہ بندی کمیٹیوں کا قیام۔
○ ہر فرد کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک
○ وقف عارضی کی تحریک۔
○ ٹیپ ریکارڈنگ و مانیٹرنگ سٹیشن کے قیام کی تحریک۔
○ تبلیغی و تربیتی خطبات کے کیسٹس سنانے کی تحریک۔
○ غیر ملکی زبانوں پر عبور حاصل کرنے کی تحریک۔
○ احباب جماعت پاکستان کو تحریک کہ تحریک جدید کے وعدے تیس لاکھ تک پہنچا دیں۔ چنانچہ وعدے ۲۴ لاکھ سے بڑھ کر ۳۰ لاکھ ۴۰ ہزار سے زائد ہو گئے۔
○ بیرون پاکستان جماعتوں کو تحریک کہ تحریک جدید کے بجٹ کو چار گنا بڑھایا جائے۔ چنانچہ یہ چندہ بھی ۱۱ لاکھ سے بڑھ کر ۵۳ لاکھ ۶۰ ہزار سے زائد ہو گیا۔
○ تحریک جدید کے دفتر اول کے مرحوم مجاہدین کا نام زندہ رکھنے کی تحریک۔ تحریک جدید کا بجٹ ۸۳-۱۹۸۲ء تک ایک کروڑ سے تجاوز کر چکا تھا۔
○ بیوت الحمد منصوبہ کی تحریک اور ایک کروڑ روپے کا مطالبہ جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ روپے کا وعدہ فرمایا۔
○ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے متعلق حضور نے سنہ ۸۲ کے جلسہ سالانہ میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش پر اسے دس ہزار کی تعداد میں شائع کیا جانا چاہیئے۔ (اس تحریک کے ساتھ ہی ایک مخلص احمدی نے درخواست کی کہ حضور اگر اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اس کی دس ہزار کی تعداد میں اشاعت کا خرچ برداشت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے اسے منظور فرما لیا)
○ تراجم قرآن کے لئے اشاعت قرآن فنڈ کی تحریک۔
○ عربوں میں تبلیغ اور ان کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک۔
○ بالشرح چندہ جات کی ادائیگی کی تحریک جس کے نتیجہ میں جماعت کا بجٹ کئی گنا بڑھ چکا ہے۔
○ نماز باجماعت کی پابندی اور اس کی ظاہری و باطنی حفاظت کی تحریک۔
○ نماز جمعہ کا التزام اور احترام کرنے اور اس کے لئے اپنے کاموں سے چھٹی لینے اور چھٹی کا حق تسلیم کروانے کی تحریک۔
○ نمازوں اور دعوت الی اللہ کا جائزہ لینے کے لئے مہینے میں ایک مرتبہ ذیلی تنظیموں اور جماعتی مجلس عاملہ کی مشترکہ میٹنگ منعقد کرنے کی تحریک۔
○ مستورات کو پردہ کا ہر ممکن اہتمام کرنے کی تحریک۔
○ بد رسوم کے خلاف جہاد
○ آئندہ نسل کی تربیت کے لئے خصوصی جہاد کی تحریک۔
○ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کے بکثرت انعقاد کی تحریک۔
○ دو سال میں پیدا ہونے والے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کی تحریک۔
○ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلے میں کم از کم سو یتامیٰ کو گود لینے کی تحریک۔
○ توسیع مکان بھارت فنڈ
○ سیدنا بلال فنڈ کا قیام
○ نئے یورپین مراکز اور
○ کمپیوٹر، ٹائپ رائٹر جدید پریس کے قیام کے لئے مالی تحریک۔
○ تحریک جدید کے دفتر چہارم کا اجراء اور وقف جدید کو عالمگیر تحریک بنانا۔
○ شدھی کے خلاف جہاد
○ افریقہ کے مظلوم باشندوں کی خدمت کے لئے نصرت جہاں سکیم نو کی تحریک۔
○ صد سالہ جشن تشکر کی تیاری۔
○ مباہلہ کی کامیابی کے لئے دعاؤں اور ابتہال کی تحریک

حضور ایدہ اللہ نے ابتدائے خلافت ہی سے عالم انسانیت اور بالخصوص عالم اسلام کی فلاح و بہبود کے لئے دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی بہبودی کے لئے بے حد کوششیں کی گئیں لیکن بالخصوص پاکستان میں علماء اور حکومت کی طرف سے مخالفت کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے اتمام حجت کی غرض سے ۱۰ مارچ ۱۹۸۷ء کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سارے علماء کو چیلنج کیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل قسم اٹھالیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے خلاف جو پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اس میں وہ جھوٹے نہیں ہیں اور اگر جھوٹے ہوں تو ان پر خدا کی لعنت ہو پھر دیکھیں کہ خدا کی تقدیر کیا ظاہر کرتی ہے۔

(بدر ۱۹ اپریل ۱۹۸۷ء)

لیکن کوئی بھی سامنے نہیں آیا اور نہ ہی مخالفت میں کوئی کمی آئی۔ بلکہ شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی۔ تب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو تمام مکفرین، مکذبین اور معاندین احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دیا اور فرمایا:۔

"باوجود اس کے کہ بار بار اس قوم کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوشش کی اب میں مجبور ہو گیا ہوں کہ مکفرین و مکذبین اور ان کے سربراہوں اور ان کے ائمہ کو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کی خاطر مباہلہ کا چیلنج دوں۔"

حضور کا یہ چیلنج بکثرت طبع کروا کے گھر گھر بالخصوص ہر مکذب اور مکفر تک پہنچایا گیا۔ اس چیلنج کے نتیجہ میں دو ماہ کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے دو عظیم الشان نشان ظاہر ہوئے جو عالم احمدیت کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب اور معاندین کی ذلت و رسوائی کا موجب بنے اور پاکستان میں مخالفت کا علمبردار عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔

اب ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم عبادت کا حق ادا کر دیں اور دعاؤں اور ابتہال کو انتہا تک پہنچا دیں تاکہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے پے در پے نشانات ظاہر ہوں۔

احمدیہ مسلم صد سالہ جشن تشکر

۱۸۸۹ ——— ۱۹۸۹ء

مورخہ ۲۲ مارچ ۸۹ کو نفلی روزہ کا اہتمام

۲۲/۲۳ مارچ کی درمیانی شب کو نماز تہجد باجماعت کا اہتمام

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے باوجود معاندین سلسلہ کی طرف سے شدید مخالفت خصومت کے ہمیں شاندار طریق پر احمدیت کی پہلی صدی کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔ لہٰذا اللہ جل شانہٗ کے حضور نذرانۂ عقیدت و تشکر پیش کرنے کے لئے دنیا کے تمام احمدی افراد جماعت احمدیہ کی پہلی صدی کے اختتام اور دوسری صدی کے استقبال کے موقعہ پر ۲۲ مارچ ۱۹۸۹ء کو "نفلی روزہ" کا اہتمام کریں۔

اسی طرح ۲۲/۲۳ کی درمیانی شب کو خاص طور سے نماز تہجد باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ خدا نخواستہ کہیں ایسا ممکن نہ ہو تو وہاں افراد الگ گھروں میں ہی نماز تہجد ادا کریں۔

مشتاق احمد شائق
سیکریٹری مرکزی ادارہ عمل درآمد صد سالہ جشن تشکر، لندن

> یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائیگی شش جہت میں سدا
> تیری آواز اے دشمن بد نوا دو قدم دور دو تین پل جائیگی

از منظوم کلام حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ
بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء

THE DAILY MILLAT

THE DAILY MILLAT studio 4, 1-7 Well Street Hackney.
LONDON E9.7QX Telephone 01-986 8143/67/61 Telex 927325
REGISTERED AS A NEWSPAPER AT THE POST OFFICE.

25P Wednesday 16th November 1988

تین ماہ سے بھی کم عرصے میں جنرل ضیاء کا دور اقتدار قصہ پارینہ بن گیا

جنرل ضیاء کے قریبی ساتھی بھی اس کا نام لینے سے گھبرانے لگے ہیں۔ رائٹر کا تبصرہ۔ عدالتوں نے جنرل ضیاء کے ہر بڑے اقدام کو غیر قانونی قرار دے کر ضیاء ازم کا خاتمہ کر دیا۔

اسلام آباد (رائٹر) جنرل ضیاء کی ہلاکت کو ابھی تین ماہ بھی نہیں ہوئے ہیں کہ اس کا گیارہ سالہ دور اقتدار پاکستان میں ایک قصہ پارینہ بن گیا ہے۔ اور جنرل ضیاء جس نے گیارہ سال قبل ذوالفقار علی بھٹو کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا انتخابات میں سب سے بڑی قوت بن کر سامنے آیا ہے۔ تمام انتخابی کیمپین میں جنرل ضیاء کا نام اب اس کے دوستوں نے بھی لینا چھوڑ دیا ہے یہ تبصرہ رائٹر کے نمائندے اولیور واٹس نے اسلام آباد سے بھیجا ہے تبصرے میں کہا گیا ہے کہ ایک سفارت کار نے کہا کہ جنرل ضیاء کا نام لوگوں کے دلوں و دماغ سے محو ہو گیا ہے جنرل ضیاء کی ہلاکت کے بعد ان کی ہلاکت خونریز اور ظلم و تشدد سے بھرپور دور کی یاد تھا۔ نے میں سب سے بڑا کردار عدالتوں نے سرانجام دیا جنہوں نے جنرل ضیاء کے جاری کردہ تمام بڑے بڑے فیصلوں کو غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دیا اور لوگ ضیاء کا نام سے بھی متنفر ہو گئے حتیٰ کہ ضیاء ازم کے نام پر قائم ہونے والا اسلامی جمہوری اتحاد کے لیڈر بھی جنرل ضیاء کا نام نہیں لیتے اتحاد کے ایک لیڈر آغا مرتضیٰ پویا نے کہا ہے کہ جنرل ضیاء کا نام فوجی ڈکٹیٹر کا نام ہے اور اب ہم جمہوریت کی طرف جا رہے ہیں صرف نواز شریف نے چند تقاریر میں جنرل ضیاء کا نام لیا مگر پھر وہ بھی جنرل ضیاء کا ذکر گول کرنے لگے۔ اور جنرل ضیاء جس کی ہلاکت پر جنازے میں لاکھوں افراد شریک ہوئے اور اس کو شہید کہا جانے لگا تین ماہ کے اندر اندر تاریخ کے اوراق میں دفن کر دیا گیا۔

بقیہ دعوت الی اللہ صفحہ ۱۸ "خدا نے جس نصرت کا وعدہ فرمایا ہے کہ جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہوں گے اس نصرت سے پہلے اولاً صبر کی تلقین فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ صبر کرنے والوں کے سوا دوسرے لوگ اس عظیم الشان فتح کو نہیں دیکھ سکیں گے۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۱ء)

بقیہ مباہلہ کا پس منظر صفحہ ۲۴ جبکہ ہر کیولیس سی ۱۳۰ جیسے مضبوط ترین طیارے کے پرخچے اڑ گئے اور اس دشمن احمدیت اور اس کے شریک کار جرنیلوں کے چیتھڑے چاروں طرف بکھر کر گویا سامری کی طرح جل کر راکھ ہو گئے حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے ہی دشمنوں کے لئے فرمایا تھا کہ

> تو نے ہیں تو نے سب دشمن اتارے ہمارے سر کر دیئے اونچے منارے
> مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
> شریروں پر پڑے ان کے شرارے نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
> انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
> فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اسی پر بس نہیں بلکہ چیلنج مباہلہ کے قریباً تین ماہ بعد ہندو پاکستان کے علاقوں میں سیلاب کی زبردست تباہ کاریاں بھی الٰہی تقدیر کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ اب بھی وقت ہے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ شوخی اور شرارت چھوڑ کر توبہ نصوح اختیار کریں اور خدا کے آستانہ پر سجدہ ریز ہو کر گڑگڑائیں۔ عاجزی اور انکساری اختیار کریں اور امام الزمان کی آواز پر لبیک کہیں کہ اسی میں اُن کی نجات اور خوشحالی مضمر ہے۔ ورنہ نوشتۂ تقدیر تو بہر حال پورے ہو کر رہیں گے۔ خدا کا قہر اب جوش میں ہے اور وہ وقت آ چکا ہے جب اللہ تعالیٰ کی یہ بات اپنی پوری شان سے مرتبہ عبرت بن کر جلوہ گر ہوگی کہ۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

ان حالات میں جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ عبادت اور دعاؤں میں اپنے ابتہال کو انتہا تک پہنچا دے کہ جس سے خدا کی رحمتیں نازل ہوں اور دنیا عظیم الشان نشان دیکھے۔ اور حق و صداقت کا بول بالا ہو اور جھوٹے کا منہ کالا۔

بقیہ صفحہ ۱۵:- قسم کی HEROIN مہیا کرتا تھا..... پانچ سال قبل جب جنرل ضیاء نے ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی اُس وقت تک HEROIN سے پاکستان ناآشنا تھا لیکن آج بھی لاکھ پچاس ہزار لوگ پاکستان میں HEROIN کو استعمال کر رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن جو جماعت حقیقی معنوں میں خدمت اسلام اور نظام مصطفیٰ دنیا میں قائم کر رہی ہے اُس پر مذکورہ بالا کردار کے حامی لوگ ظلم کی انتہا کر رہے ہیں۔

> کچھ اور بڑھ گئے جو اندھیرے تو کیا ہوا
> مایوس تو نہیں ہیں طلوعِ سحر سے ہم

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

در حقیقت احمدیت کو قبول کرنے کی راہ میں سب سے بڑی روک مسئلہ ختم نبوت ہے۔ اور ہمارے نزدیک جماعت احمدیہ پر انکار ختم نبوت کا الزام ایک افتراء عظیم ہے۔ لہٰذا عزیز احمدی مدیرین اپنے نامور علماء کو چیلنج مباہلہ کی اس شرط کو قبول کر کے اخبارات میں اعلان کروانے کا انتظام کر دیں۔ ۱۰ر جون سنہ ۱۹۸۹ء تک اس چیلنج کو منظور کرنے کی آخری تاریخ ہے۔ اور اخبارات میں اعلان کے بعد ایک سال تک خدا کے فیصلہ کا انتظار کریں۔

علاء کے تمام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

عبد الحق فضل

درخواست دعا:۔ محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن تحریر فرماتی ہیں۔ اس دفعہ جلسہ سالانہ پر حاضر نہ ہو سکنے کا جس قدر افسوس و ملال ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ جب تک دم میں دم رہے ہر دفعہ قادیان آتی رہوں۔ پر کیا کروں بہت مجبور ہوں۔ کیونکہ یہ سن کر آپ کو خوشی ہوگی کہ میری دوسری بیٹی عزیزہ کشور صدیقہ کی تقریب رخصتانہ ۲۰ دسمبر کو مقرر ہے تمام اہل قادیان کو دعوت دعا ہے۔ میرے لئے دعا کی تحریک ہے آج کل طبیعت ناساز رہتی ہے کامل شفا پا کر دین کی خدمت کروں۔ نیز بچی کے اس سلسلہ میں خصوصاً درخواست دعا ہے۔ (ایڈیٹر)

[illegible] Registrar of Newspapers for India at No. R-N. 61/57

Only Title Printed at Rama Art Press, Amritsar-143001